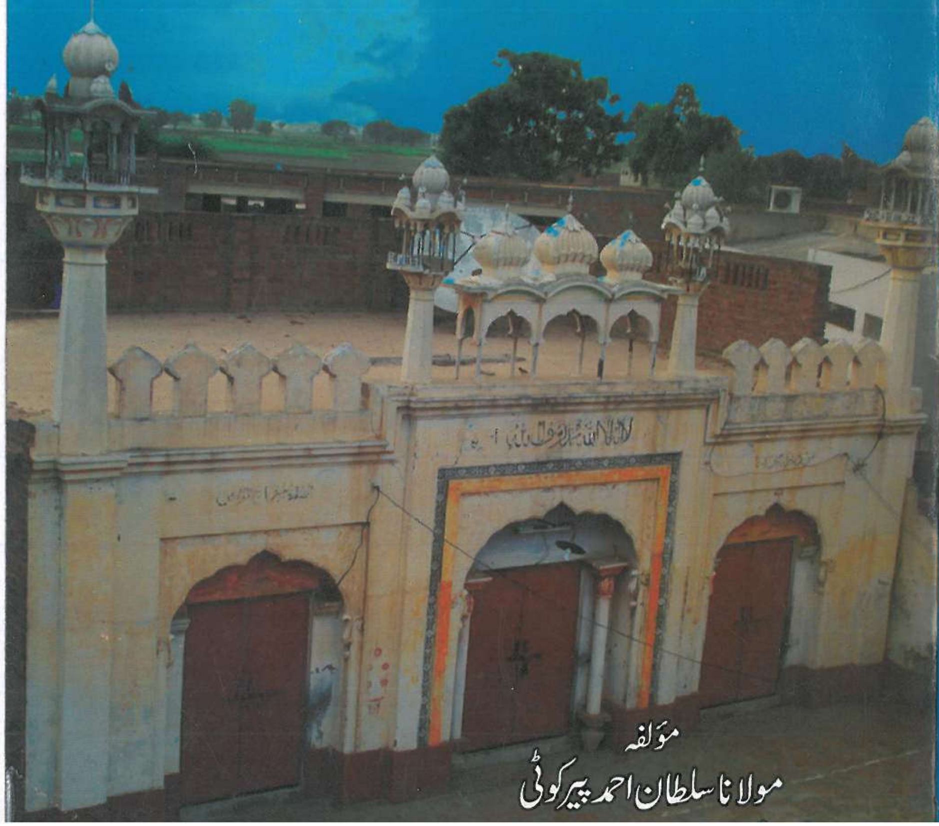
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے رفقائے کرام

پیر کوٹ ثانی

ضلع حافظ آباد



مؤلفہ

مولانا سلطان احمد پیر کوٹی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقائے کرام پیر کوٹ ثانی ضلع حافظ آباد

''بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدؐیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد''

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)





تعارف مؤلف

مولانا سلطان احمد پیر کوٹی

ابن حضرت میاں پیر محمد صاحبؓ

ولادت: یکم جون 1923ء

وفات: 15 اپریل 1997ء

تعلیم: مدرسہ احمدیہ قادیان سے فاضل عربی کی تکمیل

خدمات: جنگ عظیم کے دوران آسام اور برما کے محاذ پر فوجی خدمات

وقف زندگی: 1946ء

38 سال تک شعبہ زودنویسی میں نیز روزنامہ الفضل میں بطور معاون ایڈیٹر خدمات

ضلع جھنگ میں بطور اعزازی آرمی ویلفیئر آفیسر خصوصی خدمات

علمی خدمات ترتیب وتدوین کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ

تفسیر قرآن از حضرت مسیح موعودؑ 8 جلدیں

تفسیر قرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ''حقائق الفرقان'' 4 جلدیں

خطباتِ جمعہ حضرت مصلح موعودؓ 1935ء تا 1959ء

خطبات محمود جلد دوئم اور جلد سوئم خطبات نکاح

رویا وکشوف حضرت مصلح موعودؓ

شانِ قرآن، شانِ رسول عربی ﷺ

سیرۃ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ، ترجمہ حمامۃ البشریٰ

اسکے علاوہ آپکے بیسیوں اہم تحقیقی مضامین بھی جماعتی اخبارات ورسائل میں شائع ہوتے رہے۔

اولاد

۱-	مرزا امیر احمد صاحب	پرنسپل آئیڈیل پبلک سکول دارالرحمت غربی ربوہ
۲-	مرزا منیر احمد صاحب	مقیم کیلیفورنیا سٹیٹ امریکہ
۳-	مسرت شاہ صاحبہ	اہلیہ مکرم سید انور حسین شاہ صاحب کیلیفورنیا امریکہ
۴-	فرحت سلطان صاحبہ	اہلیہ مکرم ریاض احمد صاحب کیلیفورنیا امریکہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے رفقائے کرام

پیر کوٹ ثانی

و

مضافات

ضلع حافظ آباد

نام کتاب: حضرت مسیح موعودؑ کے رفقائے کرام پیرکوٹ ثانی

تعداد: 1000

کمپوزنگ: نصیر احمد چوہدری

الفضل کمپوزنگ سنٹر 28۔ بلال مارکیٹ ربوہ

MIRZA MUNIR AHMAD

324 WATER VIEW PLACE

BAY POINT CA 94565

(U.S.A)

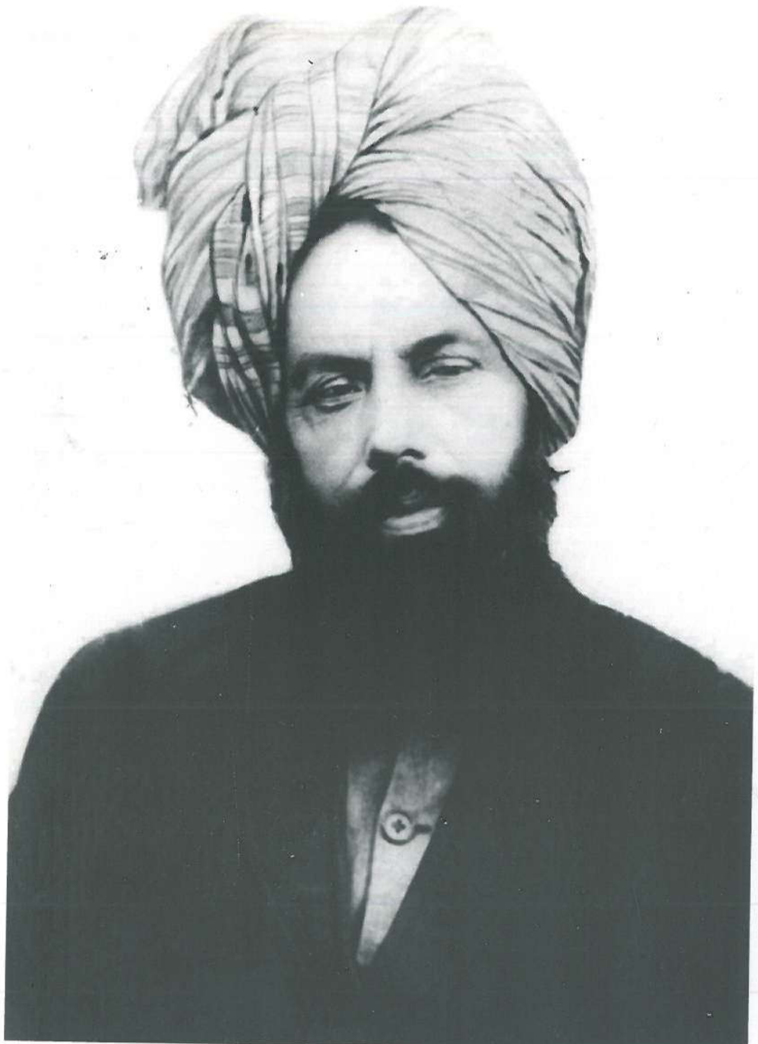
اسلامی سرشت کی خاصیت

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’سیالکوٹ، گجرات ، گوجرانوالہ اور جہلم کے اضلاع کی سرزمین اپنے اندر اسلامی شریعت کی خاصیت رکھتی ہے۔ان اضلاع میں بہت لوگوں نے حق کی طرف رجوع کیا ہے اور کثرت سے مرید ہوئے ہیں۔‘‘

(اخبار بدر جلد 6‘7/ اکتوبر 1906ء ملفوظات جلد پنجم صفحہ 324)

ان اضلاع کے ساتھ مزید اضلاع بن چکے ہیں۔مثلاً نارووال منڈی بہاؤالدین، حافظ آباد اور چکوال کے نئے اضلاع انہی میں شامل ہیں......ناقل‘‘)



حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانیؑ

ارشاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

خدائے کریم نے مجھے بشارت دی۔

''......میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے ....

خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے......''

(تبلیغ رسالت جلد اول)



حضرت مصلح موعودؓ

انڈیکس

حرف آغاز

(از: نصر اللہ خاں ناصر مربی سلسلہ احمدیہ سابق ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ)

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی رُشد و ہدایت کے لئے ایک ہادی اور امام کا ظہور فرمایا جو نُور ہدایت لے کر دین حق کی تابندگی اور احیاء کے لئے مبعوث ہوا اور اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اس نے اعلان کیا ہے۔

رسید مژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم
کہ اُو مجدد ایں دین و رہنما باشد
مَنم مسیح بہانگِ بلند می گویم
مَنم خلیفہ شاہے کہ برسمآ باشد

کہ مجھے یہ غیب سے خبر ملی ہے کہ میں وہی ہوں کہ جو دین کا مجدد اور راہنما ہوگا۔ میں ہی وہ مسیح (موعود) ہوں جو بلند آواز سے اعلان کرتا ہوں کہ میں اسی کا خلیفہ ہوں جو آسمان پر ہے۔

مخالفین حق نے اس مجدد اور راہنما کو نہ پہچانا اور نہ اس مسیح و مہدی کی خلافت کو تسلیم کیا جبکہ اس نے دلائل و براہین سے ثابت کر دیا کہ آنے والا مجدد صدی چہاردہم وہی ہے اور وہ مہدی آخری الزمان اور مسیح موعود ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی تیس آیات اور اجماع صحابہؓ پیش کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کیا اور علماء کو مقابلہ کے لئے دعوت دیتے ہوئے فرمایا۔

''اگر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کے معنے بجز مارنے اور ہلاک کرنے

کے کسی حدیث سے کچھ اور ثابت کر سکو یا کسی آیت یا حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مع جسم عنصری آسمان پر چڑھنا یا مع جسم عنصری آسمان سے اترنا ثابت کر سکو یا استجابت دعا میں میرا مقابلہ کر سکو یا تحریر زبان عربی میں میرا مقابلہ کر سکو یا آسمانی نشانوں میں جو مجھے عطا ہوتے ہیں میرا مقابلہ کر سکو تو میں جھوٹا ہوں۔ آپ لوگ ان سوالات کے وقت مُردہ کس طرح ہو گئے یہی وجہ تو ہے کہ آپ لوگوں کو چھوڑ کر ہزارہا نیک مرد اور عالم فاضل اس جماعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔''

(تحفہ غزنویہ۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 543)

.... مولوی عبدالحق غزنوی کے والد ماجد حضرت مولوی عبداللہ غزنویؒ صاحب جیسے جید عالم صاحب کشف و رؤیا کا ارشاد بروایت منشی محمد یعقوب صاحب ملاحظہ ہو۔ فرمایا

''اس نے قسم کھائی اور رو رو کر مجھے مخاطب کر کے بیان کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم سچے ہو کیونکہ میں نے مولوی عبداللہ غزنوی سے سنا ہے کہ ایک خواب کی تعبیر کے موقع پر انہوں نے آپؑ کی تصدیق کی اور کہا کہ

''ایک نور آسمان سے اُترا ہے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔''

(تحفہ غزنویہ۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 546)

پھر ''حافظ محمد یوسف صاحب داروغہ انہار نے .... مجھ سے ملاقات کی اور ایک بڑی جماعت میں جو سَو کے قریب آدمی تھا گواہی دی کہ مولوی عبداللہؒ صاحب نے ایک کشف اپنا مجھے سنایا ہے کہ ایک نُور آسمان سے گرا ہے اور وہ قادیان پر نازل ہوا اور میری اولاد اس سے محروم رہ گئی یعنی

وہ لوگ اس کو قبول نہیں کریں گے اور مخالف ہو جائیں گے اور اس فیض سے بے نصیب رہ جائیں گے۔"

(تحفہ غزنویہ۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 566,565)

الغرض یہ وہ حقیقت ہے جو اہل اللہ پر منکشف ہوئی۔ اور علماء اپنی ضد، تکبر اور مخالفت سے اس عظیم وجود کے معاند ٹھہرے۔

اس جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ وجود نے موعود اقوام عالم ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ مگر معاندین نے اقوام عالم کے اس صلح جو امام کا انکار کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ماموریت کو ابتداء میں سرزمین پنجاب نے قبول کیا اور صدق و اخلاص کا ثبوت دیا۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے بھی فرمایا۔

"پنجاب کے لوگ خاص کر بعض افراد ان کی محبت اور صدق و اخلاص میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ ہر ایک ضرورت کے وقت سرگرمی دکھلاتے ہیں اور سچی اطاعت کے آثار ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔"

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 76)

سرزمین پنجاب میں حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت کرنے والے اور آپ کے معین و مددگار انصار دین بکثرت ہوئے خصوصاً درج ذیل اضلاع کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔ اور حضرت اقدسؑ نے انہیں اسلامی سرشت کی خاصیت رکھنے والے قرار دیا۔ آپ فرماتے ہیں۔

"سیالکوٹ، گجرات، گوجرانوالہ اور جہلم کے اضلاع کی سرزمین اپنے

اندر اسلامی سرشت کی خاصیت رکھتی ہے۔ ان اضلاع میں بہت لوگوں نے حق کی طرف رجوع کیا ہے اور کثرت سے مرید ہوئے ہیں..........."

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 324)

زیر نظر تالیف مولانا سلطان احمد صاحب پیرکوٹی (صیغہ زود نویسی ربوہ) کی کامیاب مساعی ہے جس میں پیرکوٹ ثانی ضلع گوجرانوالہ (حال ضلع حافظ آباد) کے رفقائے کرام کا تذکرہ ہے۔ ان کا اخلاص و وفا عدیم المثال ہے۔ اب پیرکوٹ ثانی کے مضافات میں کئی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ جنہوں نے حضرت اقدسؑ کے دست مبارک پر احمدیت قبول کی تھی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مؤلف موصوف کے مسودہ کی خاکسار نے تکمیل و تصحیح اور مزید تحقیق کی اور اسے احباب جماعت کے استفادہ کیلئے پیش کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تالیف کو مفید اور نافع بنائے۔ آمین

کتاب ہٰذا کی طباعت و اشاعت کیلئے محترم حکیم محمد قدرت اللہ محمود چیمہ صاحب اور محترم بشیر احمد سیفی صاحب صدر محلّہ دار الرحمت غربی ربوہ کا خصوصی تعاون حاصل رہا۔ جزاھما اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

پیر کوٹ ثانی

نمبر شمار		تاریخ بیعت
1	حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب	1890ء
2	حضرت میاں امام الدینؓ صاحب	1903ء
3	حضرت حکیم محمد اسماعیلؓ صاحب	پہلے وفد میں شرف بیعت
4	حضرت میاں پیر محمدؓ صاحب	1903ء
5	حضرت میاں نور محمدؓ صاحب	1903ء
6	حضرت حافظ محمد اسحاقؓ صاحب فاضل	1903ء
7	حضرت میاں عبدالرحمانؓ صاحب	1900ء
8	جناب حکیم محمد حیات صاحب	1903ء
9	حضرت میاں مہتاب دینؓ صاحب	1903ء
10	حضرت میاں مراد بخشؓ صاحب	1903ء
11	حضرت میاں غلام محمدؓ صاحب	1905ء
12	حضرت میاں محمد عبداللہؓ صاحب	1905ء
13	حضرت میاں محمد اسحاقؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
14	حضرت میاں محمد فیروزؓ صاحب	1903ء
15	حضرت میاں امام الدینؓ صاحب	1903ء
16	حضرت میاں احمد دینؓ صاحب	1903ء
17	حضرت محمد دین صاحبؓ	1903ء
18	حضرت میاں عنایت اللہؓ صاحب	1905ء
19	حضرت میاں فتح الدینؓ صاحب گوندل	1903ء
20	حضرت میاں لال دینؓ صاحب گوندل	1903ء

21	حضرت میاں قطب الدینؓ صاحب	1903ء
22	حضرت میاں غوث محمدؓ صاحب	1903ء
23	حضرت میاں علی محمدؓ صاحب	1903ء
24	حضرت میاں کرم دینؓ صاحب	1907ء
25	حضرت میاں غازی احمدؓ صاحب	1907ء
26	حضرت میاں نظام دینؓ صاحب بافندہ	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
27	حضرت میاں حامدؓ صاحب امام الصلوٰۃ	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
28	حضرت میاں نور محمدؓ صاحب ولد مولوی جلال الدینؓ صاحب	1905ء
29	حضرت محمد صدیق صاحبؓ ولد امیر الدین صاحب	1905ء
30	حضرت چوہدری الٰہی بخشؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
31	حضرت چوہدری غوث محمدؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
32	حضرت چوہدری محمد حسینؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
33	حضرت چوہدری غلام محمدؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
34	حضرت چوہدری نور محمدؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا

مانگٹ اونچے

35	حضرت چوہدری ناصر الدینؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
36	حضرت چوہدری چوہڑ خاںؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
37	حضرت میاں محمد دینؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
38	حضرت مولوی فضل دینؓ صاحب	1904ء
39	حضرت چوہدری محمد خاںؓ صاحب	1907ء

40	حضرت چوہدری سردار خاںؓ صاحب	1907ء
41	حضرت چوہدری جہان خاںؓ صاحب	1907ء
42	حضرت میاں کرم دینؓ صاحب	1907ء
43	حضرت میاں سعید احمدؓ صاحب	1907ء
44	حضرت میاں مست خاںؓ صاحب	1907ء
45	حضرت میاں بختاورؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہو سکا
46	حضرت چوہدری محمد حیاتؓ صاحب ولد چوہڑ خاں صاحب	1903ء
47	حضرت چوہدری روشن دینؓ صاحب ولد عمر بخش صاحب	1903ء
48	حضرت میاں نتھوؓ صاحب ولد کالو صاحب	1903ء
49	حضرت میاں لکھنؓ صاحب ولد کالو صاحب	1903ء
50	حضرت میاں لدھاؓ صاحب ولد کالو صاحب	1903ء
51	حضرت میاں رحماںؓ صاحب ولد نتھو صاحب	1903ء
52	حضرت میاں احمد یارؓ صاحب ولد نتھو صاحب	1903ء
53	حضرت میاں احمد یارؓ صاحب ولد جلال صاحب	1903ء
54	حضرت میاں محمد بخشؓ صاحب	1907ء
55	حضرت میاں مراد بخشؓ صاحب	1907ء
56	حضرت میاں مست صاحبؓ ولد نتھو صاحب	1907ء
57	حضرت میاں اللہ دتاؓ صاحب ولد لہنا صاحب	1907ء

بھڑی شاہ رحمان

58	حضرت مولوی امام الدینؓ صاحب	1900ء
59	حضرت میاں وارثؓ صاحب	1905ء
60	حضرت محمد حیاتؓ صاحب ولد خدا بخش صاحب	1903ء

61	حضرت میاں جیون بخشؓ صاحب ولد کریم بخش صاحب	1907ء
62	حضرت میاں عبداللہؓ صاحب ولد اللہ دتا صاحب	1907ء
63	حضرت میاں عبداللہؓ صاحب ولد غلام حاجی صاحب	1907ء
64	حضرت فضل حسینؓ صاحب	1907ء
65	حضرت محمد حسینؓ صاحب	1907ء
66	حضرت عبداللہؓ صاحب ولد غلام حسین صاحب	1904ء

ٹھٹھہ کھرلاں

67	حضرت بارے خاںؓ صاحب ولد بوٹا صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا

جید کے (زید کے)

68	حضرت چوہدری احمد یارؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
96	حضرت بہاول خاںؓ صاحب	1905ء
70	حضرت لہناؓ صاحب ولد اللہ یار صاحب	1905ء
71	حضرت محمد حسینؓ ولد کریم بخش صاحب	1905ء
72	حضرت امام الدینؓ صاحب ولد کریم بخش صاحب	1905ء

جھلیاں والا

73	حضرت چوہدری روشن دینؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
74	حضرت چوہدری احمد یارؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا
75	حضرت چوہدری محمد یارؓ صاحب	سن بیعت معلوم نہیں ہوسکا

ٹھٹھہ جوئیاں (چٹھہ دار)

76 حضرت میاں سید احمدؓ صاحب 1903ء

ہرچوکے

77 حضرت میاں رکن دینؓ صاحب سن بیعت معلوم نہیں ہو سکا

چبّہ سندھواں

78 حضرت مولوی عنایت اللہؓ صاحب 1898ء

حافظ آباد شہر

79 حضرت چوہدری محمد حیاتؓ صاحب تھہیم 1892ء
(سیالکوٹ میں ایک چھت گرنے کے وقت شاہد تھے)

80 حضرت ملک شہباز احمدؓ صاحب

81 حضرت چوہدری عنایت اللہؓ صاحب بھٹی 1897ء سے قبل

82 حضرت منشی اللہ دتا صاحبؓ مانگٹ 1907ء

موضع پیرکوٹ ثانی کا تعارف

موضع پیرکوٹ ثانی حافظ آباد شہر سے جنوب مشرق میں قریباً چار کوس کے فاصلہ پر واقعہ نہر لوئر چناب کی شاخوں کے درمیان گوجرانوالہ روڈ پر واقع ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جماعت احمدیہ کے قیام سے پہلے اس گاؤں کو کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ کوئی ڈاکخانہ نہ تھا حافظ آباد کے آڑھتیوں کے سوا کوئی شخص اس گاؤں کا راستہ بھی نہیں بتا سکتا تھا۔ شہر سے تانگہ پر آنا ہوتا تو تانگہ بان کو بڑی مشکل سے راستہ بتانا پڑتا۔ پکی سڑک سے یہ گاؤں قریباً دو میل اور ریلوے اسٹیشن سے قریباً چار کوس دُور تھا۔ کوئی پرائمری سکول بھی نہ تھا۔ بچے پرائمری سکول مانگٹ اونچے تعلیم حاصل کرتے۔ اس گاؤں کی اہمیت نہ ہونے کے پیش نظر محکمہ ڈاک بھی لیٹر بکس لگا دیا کرتا تھا اور آ کر ڈاک نکال لیتا۔ چٹھی رساں ہفتہ میں دو بار ڈاک تقسیم کرتا۔ کوئی بڑا زمیندار بھی اس گاؤں میں نہ تھا۔ چھوٹی چھوٹی زمینداریاں تھیں۔

پیرکوٹ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب کا تعلق آپ کے دعویٰ سے پہلے کا تھا مگر اعلان بیعت کے ساتھ ہی اس گاؤں کا پہلا وفد قادیان گیا۔ خلافت ثانیہ کے دوران جب خلیفہ کے انتخاب کیلئے انتخاب کمیٹی کا قیام عمل میں آیا اور رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو ایک کمیشن جو حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ صاحب کی سربراہی پر مشتمل تھا پیرکوٹ آیا۔

حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب کی تحریک پر اس گاؤں اور اردگرد کے

دیہات کا 19 /افراد پر مشتمل ایک وفد کو پیدل قادیان جانے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد اس گاؤں اور اس سے ملحقہ کئی دیہات کے بہت سے اور افراد بھی قادیان گئے۔

1919ء میں صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا قیام عمل میں آیا اور جماعتی نظام قائم ہوا تو کئی دیہات کو ملا کر جماعت احمدیہ پیرکوٹ کا قیام عمل میں آیا اور اس گاؤں کے ایک بزرگ حکیم محمد اسماعیلؓ صاحب اس کے صدر مقرر ہوئے۔ آپ 25 سال سے زائد عرصہ تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

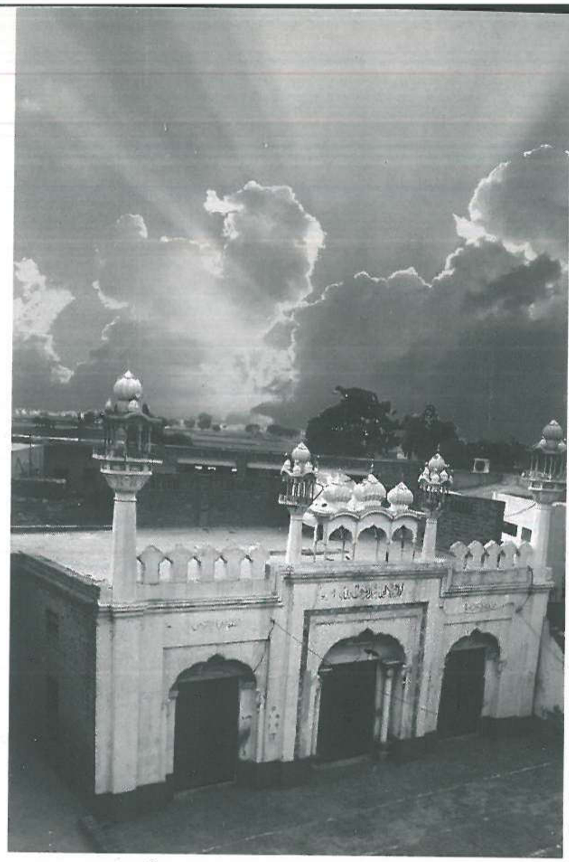
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اس گاؤں کی جماعت اور اس میں شامل دیہات کی کئی مستورات کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن چونکہ ان دنوں عام طور پر پیدل سفر کیا جاتا تھا قادیان جو ایک سو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اور عورتیں پیدل سفر کی صعوبت برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ اس لئے وہ بیعت کرنے کے باوجود شرف زیارت حاصل نہ کر سکیں ان کی طرف سے تحریری بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دی گئیں یہ بیعتیں اس وقت کے اخبار الحکم اور اخبار بدر میں شائع ہو چکی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے بعد اس گاؤں کی شہرت حضرت علامہ غلام رسول راجیکیؓ کی وجہ سے ہوئی۔ ان کے سسرال اسی گاؤں میں تھے۔ آپ نے ''جھوک مہدی دی'' کی تصنیف بھی اسی گاؤں میں قیام کے دوران فرمائی۔ بعد میں حضرت حافظ محمد اسحٰق فاضلؓ نے قادیان سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا پھر سلطان احمد پیرکوٹی کو بھی قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اور 1948ء میں شعبہ زود نویسی میں تعیناتی پر پیرکوٹ کا نام معروف ہوا۔ نام لاحقہ

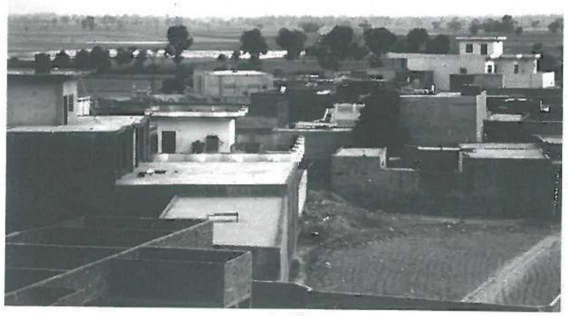
''پیرکوٹی'' بار بار الفضل میں شائع ہوتا رہا۔

اس بات کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی کہ سلسلہ احمدیہ کی خط و کتابت میں اس گاؤں کو ''پیرکوٹ ثانی'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جس گاؤں کو ''پیرکوٹ اول'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ اس پیرکوٹ ثانی ہی کے ایک مخلص رفیق حضرت حکیم محمد اسماعیلؓ صاحب کے ذریعہ سے 1939ء میں معروف ہوا اور اس کا ذکر محترم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ مرحوم (انچارج عملہ حفاظت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کا بھی ایک مضمون روزنامہ الفضل میں شائع کیا۔

الغرض پیرکوٹ ثانی ایک معمولی گاؤں تھا لیکن جماعت احمدیہ کے قیام کی وجہ سے معروف ہوا۔ آئندہ سطور پیرکوٹ اور اس کے اردگرد کے مضافات ان خوش قسمت احباب کا ذکر کیا جائے گا۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو قبول کرنے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ تا ان کا ذکر خیر ہمیشہ جاری رہے۔ وباللہ التوفیق۔



بیت احمدیہ پیرکوٹ ثانی



پیرکوٹ ثانی کا ایک منظر

پیرکوٹ ثانی

1۔حضرت مولوی محمد جلال الدینؓ صاحب پیرکوٹی

حضرت مولوی محمد جلال الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیرکوٹی تاریخ نویس مظفرگڑھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی دوست اور مخلص رفیق تھے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی دوستوں میں شامل ہونے کا فخر حاصل تھا۔

خاندانی حالات

حضرت مولوی محمد جلال الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا جدّی گاؤں درپال تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ ہے۔سکھوں کی طوائف الملوکی کے زمانہ میں چوہدری غلام محمد چٹھہ ساکن منچر اس علاقہ کا حکمران تھا۔کئی دفعہ سکھوں نے اسے نیچا دکھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔آخر 1790ء کے قریب سردار ماہن سنگھ نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ منچر کا محاصرہ کرلیا بڑا خونریز معرکہ ہوا۔ چوہدری غلام محمد چٹھہ مارا گیا۔اور سکھ اس کے علاقے پر قابض ہوگئے۔حضرت مولوی صاحب کے بزرگوں نے چونکہ لڑائی میں چوہدری غلام محمد صاحب کا ساتھ دیا تھا۔اس لئے سکھوں کے مظالم کی وجہ سے انہیں درپال چھوڑ کر موضع کلیر والہ تحصیل حافظ آباد میں پناہ لینی پڑی۔

حضرت مولوی صاحب کی ولادت موضع کلیر والہ میں 1835ء کے قریب ہوئی۔آپ کے والد کا نام حسن محمد صاحب اور دادا کا نام شکر اللہ خان صاحب ہے۔

آپ کی قوم کھوکھر ہے اور آپ کے خاندان کے اکثر افراد کا پیشہ زمینداری ہے۔آپ نے 200/ ایکڑ اراضی موضع پیرکوٹ ثانی میں خریدی جو اپنے بھائیوں میں تقسیم کی۔

تعلیم و ملازمت

آپ کے نانا میاں اکبر علی خان صاحب آپ کو اپنے ساتھ حافظ آباد لے گئے اور وہاں ابتدائی تعلیم کے لئے آپ کو قاضی نور محمد صاحب کے سپرد کردیا۔پھر موصوف حصول تعلیم کے لئے پسرور چلے گئے۔

پسرور سے واپس آکر آپ کچھ عرصہ حافظ آباد میں ٹھہرے اور پھر لاہور چلے گئے وہاں آپ نے نارمل کا امتحان پاس کیا اور واپس آکر حافظ آباد میں بطور اول مدرس ملازم ہوگئے۔ملازمت کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ آپ کے دل میں طب پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ سکول کی ملازمت سے مستعفی ہوکر دوبارہ لاہور چلے گئے اس زمانہ میں حکیم غلام دستگیر صاحب لاہور دنیائے طب میں خاص شہرت رکھتے تھے چنانچہ آپ نے طب کا کتابی حصہ حکیم موصوف سے پڑھا اور پھر انہیں کے ایماء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد بزرگوار حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے پاس قادیان میں رہ کر علم طب کی تکمیل کی۔

حضرت اقدس علیہ السلام سے تعلق کا آغاز

قادیان میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور حضور کے زہد و تعبد و تقویٰ اور علم و عرفان نے آپ کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور جب

آپ قادیان سے واپس آئے تو آپ کے دل ودماغ پر حضور کی محبت کے نہ مٹنے والے نقوش مرتسم ہو چکے تھے۔ علم طب کی تحصیل کے بعد آپ نے سرکاری ملازمت اختیار کر لی اور مختلف پیر خانوں کے تاریخی حالات لکھنے کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ اس سلسلہ میں آپ کو بہت سے سجادہ نشینوں سے ملاقات کرنا پڑی اور انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اس زمانہ کے علماء سے آپ پہلے ہی دُور تھے۔ جب متعدد صوفیاء کی اخلاقی گراوٹ کا آپ کو علم ہوا تو دل کو سخت ٹھیس لگی اور آپ کو پھر اسی برگزیدہ ہستی کی یاد ستانے لگی۔ اور آپ کے قدم پھر اسی مقدس بستی کی طرف اٹھنے لگے۔ جہاں سے اس زمانہ میں آفتاب ہدایت اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ طلوع ہونے والا تھا۔ چنانچہ کشاں کشاں آپ قادیان پہنچے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں تمام حالات عرض کرنے کے بعد آپ نے بیعت لینے کی درخواست کی حکیم محمد اسماعیلؓ صاحب کا بیان ہے کہ آپ نے پنجابی میں عرض کیا کہ ’’حضور سارے دھوئیں پُھولے نیں کسے تھاں دا سیک نہیں آیا تسیں میری بیعت قبول فرماؤ‘‘۔ یعنی حضور ساری جگہ کے دھوئیں دیکھے مگر کسی جگہ سے روحانی حرارت محسوس نہیں ہوئی۔ حضور میری بیعت قبول فرماؤ۔ حضور نے فرمایا۔

’’مجبور ہوں.........اذن الٰہی کے بغیر بیعت نہیں لے سکتا‘‘

چنانچہ آپ قادیان سے واپس آ گئے لیکن آپ کا دل اس وقت بھی اس یقین سے لبریز تھا۔ کہ غلبہ اسلام کے لئے جس مرد خدا نے آنا تھا۔ اس کا ظہور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں ہو چکا ہے۔

براہین احمدیہ کی خریداری

1880ء کے قریب جبکہ حضرت مولوی صاحب محکمہ بندوبست کی طرف سے ضلع مظفر گڑھ کی تاریخ لکھنے میں مصروف تھے کہ آپ کو براہین احمدیہ کا اشتہار ملا اور آپ نے حضرت اقدسؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس تصنیف منیف کی خریداری کے لئے اپنا نام پیش کر دیا چنانچہ معاونین کی فہرست میں آپ کا نام اٹھارہویں نمبر پر درج ہے۔ اور چونکہ آپ اس زمانہ میں مظفر گڑھ میں ملازم تھے۔ اس لئے حضرت اقدسؑ نے آپ کے نام کے ساتھ مظفر گڑھ ہی تحریر فرمایا۔

پیر کوٹ ثانی میں رہائش

دوران ملازمت حضرت مولوی صاحب نے تقریباً دوسوا ایکڑ اراضی پیر کوٹ ثانی تحصیل حافظ آباد میں خریدی تھی اور آپ کے عزیز واقارب نے موضع کلیر والہ سے نقل مکانی کر کے یہیں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ آپ بھی ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد پیر کوٹ آ گئے اور باقی ماندہ عمر موضع مذکورہ میں ہی گزار دی۔

حضرت اقدسؑ کے خطوط

حضرت اقدسؑ سے آپ کی خط وکتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ کی تصنیف کے زمانہ سے قبل شروع ہو چکی تھی اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ تاحین حیات جاری رہا۔ حضور علیہ السلام کے بعض خطوط تقسیم ملک سے کچھ عرصہ قبل آپ کے صاحبزادہ حکیم محمد اسماعیلؓ صاحب

پیر کوٹی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش کر دئے تھے۔ ممکن ہے وہ اب بھی محفوظ ہوں۔ 1886ء کا ایک مکتوب گرامی تبرکاً یہاں نقل کیا جاتا ہے کہ یہ والا نامہ حضرت اقدسؑ نے ہوشیار پور سے مولوی صاحب کو تحریر فرمایا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 22 جنوری 1886ء کو چلّہ کشی کے لئے ہوشیار پور تشریف لے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصلح موعود اور تمکین دین اور غلبہ اسلام کے متعلق عظیم الشان بشارتیں پانے کے بعد 17 مارچ 1886ء کو واپس قادیان پہنچے تھے۔ یہ خط ہوشیار پور کے زمانہ قیام کی یادگار ہے اور ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آج ہوشیار پور میں مجھ کو آپ کا عنایت نامہ ملا۔ مجھ کو آپ فراموش نہیں اور ہوشیار پور میں اس عاجز کا آنا ضرور اسی غرض سے ہے جس میں آپ بھی داخل ہیں۔ میں بندہ ہوں اور ہیچ اور ناکارہ۔ احکم الحاکمین کی جناب میں صرف دعا ہے اور اسی کے فضل کی امید ہے۔ اس جگہ اعلام والہام الٰہی سے آنا ہوا ہے۔ اور ابھی علم نہیں کہ کب تک اس جگہ توقف ہو۔ صبر سے منتظر رہیں اور استغفار بہت پڑھیں۔ میں اس جگہ یعنی ہوشیار پور میں برمکان طویلہ شیخ مہر علی رئیس ٹھہرا ہوا ہوں۔ آپ کا خط قادیان سے ہو کر اس جگہ آیا ہے۔ اس وجہ سے جواب میں دیر ہو گئی۔

خاکسار مرزا غلام احمد

پتہ:۔ مکرمی مولوی جلال الدین صاحب پیر کوٹی ضلع گوجرانوالہ تحصیل حافظ آباد

بیعت

روایت کے مطابق آپ نے 1890ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کا شرف حاصل کیا۔

سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر اور کتب بینی کا شوق

براہین احمدیہ کی خریداری کے متعلق پہلے ذکر آ چکا ہے اس کے بعد بھی جب کوئی کتاب قادیان سے شائع ہوتی تو آپ نے اسے بڑے شوق سے خریدا۔ آپ کے ذاتی کتب خانہ میں حضرت اقدسؑ کی کتب کے علاوہ سلسلہ کے علماء کی اور کتابیں بھی موجود تھیں۔ الحکم۔ بدر ریویو آف ریلیجنز کے آپ باقاعدہ خریدار تھے۔ حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب بھٹی کے بعض خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اکثر ان کی وساطت سے کتابیں منگایا کرتے تھے ابھی لٹریچر کا آپ کو بہت شوق تھا اور حضرت اقدسؑ کی کتب ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتے تھے۔

دعوت الی اللہ

دعوت الی اللہ آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ ہر وقت لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ تادم واپسیں اس کار خیر میں مصروف رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ اور بعض دیگر بزرگوں کی مساعی جمیلہ کو قبول کیا اور پیر کوٹ ثانی اور اس کے گرد و نواح میں بھی احمدیت پھیلنے لگی۔ چنانچہ مانگٹ اونچے جید کے۔ جھلیاں والا۔

اور بھڑی شاہ رحمان میں کئی افراد حلقہ احمدیت میں داخل ہوئے۔

حضرت مولوی صاحب مالی جہاد میں پیش پیش تھے حضرت مولوی صاحب اپنے علاقہ میں روشنی کا مینار تھے آپ کا گھر بکثرت مہمانوں کی وجہ سے لنگر خانہ کا رنگ اختیار کر لیتا تھا فقراء اور غرباء کے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش آنا آپ کا ایک امتیازی وصف تھا۔ چنانچہ حضرت قاضی ضیاء الدینؓ صاحب بھٹی حضرت مولوی صاحب کے اس وصف کی وجہ سے بعض اوقات خطوط میں آپ کے نام کے ساتھ ''محبّ الفقرا اور ''انیس الغرباء'' کے القاب تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے آپ فرقہ اہل حدیث سے منسلک تھے اور ان بدعتوں اور مشرکانہ رسوم سے جن میں بعض دوسرے فرقے ملوث نظر آتے ہیں بکلی متحرز تھے اور طبیعت پر موحدانہ رنگ غالب تھا علمی اعتبار سے آپ اپنے علاقہ میں منفرد وجود تھے۔

فن طبابت میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اور کثرت سے لوگ آپ کے پاس علاج کے لئے آتے رہتے تھے۔ جب حضرت مولوی صاحب قادیان جاتے تو حضور آپ کو گول کمرہ میں ٹھہرایا کرتے تھے اور مریضوں کو آپ کے پاس بھیج دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ

''آپ کے آنے سے مجھے بہت آرام ملتا ہے۔ بیماروں کو آپ دیکھ لیتے ہیں۔ اور میں سکون سے تالیف وتصنیف میں مشغول رہتا ہوں۔''

جب بھی آپ قادیان حاضر ہوتے تو کچھ نہ کچھ نذرانہ محبت کے طور پر حضور کی خدمت میں ضرور پیش کرتے۔ بعض اوقات گھر سے کریلے کا اچار تیار کروا کر اور کئی

دفعہ کھیس اور ''چوتہی'' چادریں خاص ڈیزائنوں کی بنوا کر حضور کے لئے بطور تحفہ لے جاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آپ سے خاص محبت اور شفقت کا برتاؤ فرماتے۔

آپ کا قد لمبا۔ جسم مضبوط اور رنگ گندمی تھا۔ آپ کی پیشانی کشادہ اور ناک بلند۔ داڑھی اور سر کے بالوں کو حنا کا رنگ دیتے تھے۔ آپ کا لباس دیہاتی وضع کا ہوتا تھا۔ عام طور پر پگڑی کرتہ اور لاچہ زیب تن کرتے۔

وفات

مارچ 1904ء میں حضرت مولوی صاحب بعارضہ زحیر بیمار ہوئے اور چند روز صاحب فراش رہنے کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ نماز جنازہ میں گردو نواح کے احمدی بکثرت شامل ہوئے۔ آپ پیر کوٹ ثانی کے نواحی قبرستان میں مدفون ہیں۔ آپ کی وفات کی خبر جب قادیان پہنچی تو حضرت اقدس علیہ السلام نے آپ کا جنازہ غائب پڑھایا۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت حکیم محمد اسماعیلؓ صاحب پیر کوٹی بیان کرتے ہیں کہ میں جون 1904ء میں چندہ جات کی رقوم لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور والد صاحب کی وفات کا صدمہ ابھی تازہ تھا حضور کی غیر معمولی شفقت دیکھی تو میرا دل بھر آیا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے حضرت اقدسؑ نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔

''آپ کے والد صاحب نہایت ہی مخلص احمدی تھے۔ میں نے ان کا جنازہ



حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ

بھی پڑھایا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ ان کے نقش قدم پر چلیں۔ حضرت حکیم صاحب کہتے ہیں کہ ''نہایت ہی مخلص'' کے الفاظ حضور نے کئی بار دہرائے۔

اسی طرح 7 دسمبر 1905ء کو بعض دوستوں کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا

''منشی جلال الدین (بلانوی) بھی بڑے مخلص تھے اور ان کے ہم نام (مولوی جلال الدین صاحب پیر کوٹ والے بھی۔ دونوں میں سے ہم کسی کو ترجیح نہیں دے سکتے'' (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 285)

خدا تعالیٰ نے آپ کو حضرت مولوی غلام رسولؓ صاحب راجیکی جیسا ممتاز خادم سلسلہ داماد عطا فرمایا۔ جس کی زندگی کا ہر لمحہ خدمت دین کے لئے وقف تھا۔ 1906ء میں حضرت حکیم مولوی صاحب کی چھوٹی صاحبزادی محترمہ عزیز بخت صاحبہ کی شادی حضرت مولوی غلام رسولؓ صاحب راجیکی سے ہوئی۔ پیر کوٹ میں حضرت مولوی غلام رسولؓ صاحب راجیکی کے ایک عرصہ قیام کرنے کی وجہ سے احمدیت کا پیغام اس علاقہ میں دور دور تک پہنچ گیا اور کئی افراد کو قبول حق کی توفیق ملی۔ ایک دفعہ مانگٹ اونچے تحصیل حافظ آباد میں مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے ساتھ آپ کا مناظرہ بھی ہوا جس کے نتیجہ میں پچاس آدمیوں نے احمدیت قبول کی (بدر 11 مئی 1911ء) اسی طرح کولوتارڑ میں مولوی محمد حسین صاحب سے آپ کا مباحثہ ہوا۔ جس میں چوہدری سردار خان صاحب رئیس بھا کا بھٹیاں نے قبول احمدیت کا اعلان کیا اور چوہدری عنایت اللہ صاحب انسپکٹر پولیس نے چشم پُر آب ہو کر برسر اجلاس کہا کہ جو جواہر ہمیں آج مولوی غلام رسولؓ صاحب راجیکی سے ملے ہیں وہ کبھی نہیں دیکھے۔

حضرت مولوی صاحب نے دوشادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی کے بطن سے ایک لڑکا ہوا اور دوسری بیوی کے ہاں سے باقی اولاد تھی۔ جن میں سے تین چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے اور باقی نے طبعی عمر پائی آپ کی ساری نرینہ اولاد کو حضرت اقدسؑ کے ''رفیق'' ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) میاں مہتاب الدین صاحب غالباً سن وفات 1933ء ہے۔

(2) محترمہ رابعہ بی بی صاحبہ سن وفات معلوم نہیں۔

(3) حکیم محمد حیات صاحب غالباً 1942ء میں وفات پائی۔ نظام خلافت سے وابستہ رہے۔

(4) محترمہ فاطمہ بی بیؓ صاحبہ۔ سن وفات معلوم نہیں۔

(5) میاں محمد اسحاقؓ صاحب۔ غالباً 1939ء میں فوت ہوئے۔

(6) حکیم محمد اسماعیلؓ صاحب۔ آپ لمبے عرصہ تک جماعت احمدیہ پیرکوٹ ثانی کے پریذیڈنٹ رہے۔ نیز آنریری انسپکٹر بیت مال اور آنریری انسپکٹر تبلیغ کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی وفات 1968ء میں ہوئی۔

(7) میاں عبداللہ خانؓ صاحب۔ 1934ء میں فوت ہوئے۔

(8) میاں عبدالرحمانؓ صاحب۔ آپ 1960ء میں فوت ہوئے کچھ عرصہ سلسلہ کے مبلغ بھی رہے۔

(9) محترمہ عزیز بخت صاحبہ اہلیہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ہیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 23، 24، 25 مئی 1970ء)

2۔ حضرت میاں امام دینؓ صاحب

حضرت میاں امام ادینؓ صاحب کے والد ماجد کا نام محمد رستم صاحب ہے جو راقم الحروف کے دادا تھے حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب کی تحریک پر بیعت کے لئے قادیان جانے والے انیس افراد کے قافلے میں شامل تھے۔ آپ پیدائش کے لحاظ سے موضع ''دھاروکے''، ضلع گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جو پیر کوٹ ثانی سے جانب مشرق نہر گوگیرہ برانچ کی دوسری طرف ایک گاؤں تقریباً چار پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ اپنے خاندان سے کٹ کر پیر کوٹ میں آباد ہو گئے۔ اور پھر یہیں ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈالی جس کے افراد اب سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے پہلے اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے شروع سے ہی بدعات اور رسوم سے مجتنب تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کا علم ہوا تو دوسرے ساتھیوں کے ساتھ قادیان پہنچے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور اس عہد بیعت پر قائم رہے۔ آپ نے بیعت کرتے وقت اپنے تین بیٹوں اور اکلوتی بیٹی محترمہ مریم بی بی صاحبہ مدفون بہشتی مقبرہ قادیان کی تحریری بیعت کرادی تھی۔ ایک بیٹے حضرت میاں پیر محمدؓ صاحب اپنے باپ کے ساتھ بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ دوسرے دونوں بیٹوں حضرت میاں نور محمدؓ صاحب، اور حضرت حافظ محمد اسحاقؓ صاحب فاضل نے 1903ء میں دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ بیعت کے بعد جلد ہی وفات پا گئے۔ اور پیر کوٹ کے مقامی قبرستان میں مدفون ہوئے۔ آپ

نے اپنی اولاد کی اس طرح تربیت کی کہ کوئی ابتلاء اور مصیبت ان کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ کرسکی۔

حضرت والد صاحب میاں پیر محمدؓ صاحب بڑے محنتی اور جفاکش تھے۔ آپ کی شخصیت بڑی پُر وقار تھی۔ اپنے ہم عصروں میں بڑی عزت سے دیکھے جاتے تھے۔ اپنی اولاد سے بڑی شفقت سے پیش آتے۔ ان کی کسی غلطی پر غصہ کا اظہار نہ کرتے بلکہ بڑی محبت سے انہیں اس پر آگاہ کرتے۔ اور آئندہ اس سے بچنے کی ہدایت کرتے بڑے صاحب فراست اور سلسلہ کے لئے غیرت رکھنے والے تھے۔ حضرت میاں امام الدینؓ صاحب بڑے بیٹے حضرت میاں نور محمدؓ صاحب کی شادی ایک غیر احمدی گھرانے میں تجویز کی۔ برات لے کر گئے تو لڑکی والوں نے یہ شرط عائد کر دی کہ لڑکا احمدیت سے انکار کر دے۔ چاہے دل میں احمدیت پر قائم رہے۔ اور لڑکی کی بیعت کروا لے۔ آپ نے اس شرط کو قبول نہ کیا اور برات واپس لے آئے۔

آپ حقہ پینے کے عادی تھے۔ لیکن اپنے کسی بچے کو کبھی حقہ تیار کرنے یا تمباکو کے لئے نہ کہا۔ گاؤں سے تین چار ایکڑ دور آپ نے ڈیرہ بنایا ہوا تھا۔ وہیں حقہ پیتے گھر میں اس کا استعمال نہ کرتے۔ اس لئے اپ کی اولاد حقہ پینے سے متنفر رہی۔ آپ کے ڈیرہ کی دیواریں قریباً 35 سال کے عرصہ تک قائم رہیں۔ اس ڈیرہ کی وجہ سے پاس والا کنواں ''کلی والا کھوہ'' یا ''واسیوں والا کھوہ'' کہلاتا تھا۔ بعد میں ان دیواروں کے نیچے سانپوں نے مسکن بنا لیا۔ تو انہیں گرا دیا گیا۔ آپ فارغ وقت زیادہ تر اسی ڈیرہ پر گزارتے۔ اور ہر قسم کے جھگڑوں سے مجتنب رہتے۔

وفات کے وقت تک صحت بہت اچھی تھی۔ ایک دفعہ حضرت مولانا راجیکیؓ

صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں پہلی دفعہ پیرکوٹ ثانی گیا اس وقت مجھے کلائی پکڑنے کا بہت شوق تھا۔ ایک دن میں نے گاؤں کے لوگوں سے کہا کہ آپ میں سے کوئی شخص مجھ سے کلائی پکڑنے کا مقابلہ کرے۔ کئی نوجوان آئے لیکن جب انہوں نے میری کلائی پکڑی تو میں نے چھڑالی۔ اور جب میں نے ان کی کلائی پکڑی تو وہ چھڑا نہ سکے۔ مجلس میں ایک ادھیڑ عمر اور درمیانہ قد کے ایک دوست خاموش بیٹھے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔ جب کلائی پکڑنے کے لئے کوئی اور شخص آگے نہ آیا۔ تو وہ اٹھے اور مقابلہ کے لئے آگے بڑھے۔ میں نے ان کی کلائی پکڑی تو انہوں نے فوراً چھڑالی پھر انہوں نے میری کلائی پکڑی تو باوجود پوری کوشش کے میں نہ چھڑا سکا۔ آپ نے فرمایا یہ دوست آپ کے دادا حضرت میاں امام الدینؓ صاحب تھے۔

آپ کی اولاد آپ کے ساتھیوں کی اولاد سے نہ صرف دینی خدمات کے لحاظ سے ممتاز رہی بلکہ تعداد میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھی۔ غالباً 1963ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر ہمارے دادا کی اولاد میں سے اسی سے زائد افراد ربوہ آئے۔ ہماری ایک غیر احمدی عزیزہ بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ آئی ہوئی تھی۔ وہ اتنی بڑی تعداد کو دیکھ کر بولی کہ ہمارا اصل خاندان تو یہاں آباد ہے۔

3۔ حضرت حکیم محمد اسمٰعیلؓ صاحب

حضرت حکیم محمد اسمٰعیلؓ صاحب حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب کے فرزند تھے آپ نوجوانی کے عالم میں اپنے بزرگ والد کے ساتھ پیرکوٹ سے قادیان جانے والے پہلے وفد میں شامل تھے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت قبول کی۔ حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب کی اولاد میں سے دین کی خدمت کرنے کی آپ کو زیادہ توفیق ملی۔ جماعتی نظام قائم ہونے پر پیرکوٹ ثانی کی جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔ اور 25 سال سے زیادہ عرصہ تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ کچھ عرصہ کے لئے آپ مرکز سلسلہ کی طرف سے علاقائی آنریری انسپکٹر اور پھر انسپکٹر دعوت وتبلیغ مقرر ہوئے۔

حضرت حکیمؓ صاحب بڑی پُر وقار شخصیت کے مالک تھے ہمیشہ کلاہ پر پگڑی باندھتے۔ اور کندھے پر سفید ''صافہ'' رکھتے۔ آپ کا پیشہ طبابت تھا لیکن کوئی باقاعدہ مطب نہ تھا۔ مریض دیکھنے جاتے تو تبلیغ کی غرض سے چند روز قیام کرتے۔ مریضوں کا علاج بھی کرتے۔ مگر تبلیغ کا مقصد مقدم کرتے۔

آپ کے بیٹے ملک حمید احمد صاحب اعزازی کارکن امور عامہ ربوہ کا بیان ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مرتبہ آپ سے تین جگہوں کا ذکر کیا جن میں کھیوڑا کا بھی ذکر کیا وہاں آپ گئے فرمایا ایسی جگہوں پر ہفتہ دس دن قیام کیا کریں۔ آپ اچھے طبیب تھے مشہور تھا کہ آپ سانپ ڈسنے کا کامیاب علاج کرتے تھے۔ پیرکوٹ اول کی جماعت آپ کی ہی کوشش کے نتیجہ میں قائم ہوئی۔

اس جماعت کے بزرگ احمدیت قبول کرنے سے پہلے اہل حدیث مسلک کے تھے۔ اس لئے شرک اور بدعات ورسوم سے بہت پرہیز کرتے۔ آپ بھی اس عقیدہ کے پابند تھے۔ آپ احمدی نوجوانوں کی تربیت کا بہت خیال رکھتے بجائے سختی کے آپ بڑی محبت اور شفقت سے انہیں سمجھاتے۔ میں جامعہ احمدیہ قادیان میں تعلیم حاصل کر رہا تھا کہ ایک دن ہمارے پرنسپل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ نے آم کے ''بور'' کے فوائد بیان فرمائے۔ جامعہ احمدیہ قادیان کی عمارت اور کھیلوں کے میدانوں کی درمیانی سڑکوں پر ان دنوں آم کے درخت بڑی کثرت سے تھے میں نے اس سال بڑی کثرت سے اپنے ہاتھوں پر آم کا ''بور'' ملا۔ مولوی فاضل کا امتحان دینے کے بعد گاؤں آیا ایک دن چھت پر چارپائی پر لیٹے الفضل پڑھ رہا تھا کہ ایک نوجوان محمد حسین نامی دودھ کے لئے برتن لے کر رات کو ''بہک'' (مویشی رکھنے کی کھلی جگہ) پر جا رہا تھا۔ کہ درختوں پر سے بھڑوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نوجوان نے چیخیں مارنی شروع کیں اور زمین پر لیٹنا شروع کیا میں نے چھت پر سے چھلانگ لگائی اور اس کے ننگے جسم کو اپنے ہاتھوں سے خوب ملا تھوڑی دیر میں وہ کپڑے جھاڑ کر ''بہک'' (مویشی خانہ) کی طرف چلا گیا۔ وہاں اس نے اس واقعہ کا ذکر اپنے بزرگوں سے کیا پھر ایک بار ہماری پھوپھی محترمہ مریم بی بی صاحبہ کو نماز پڑھتے وقت کالے بچھو نے پاؤں کے ٹخنہ پر ڈنگ مارا۔ وہ بیہوش ہوگئیں مسجد میں مغرب کی نماز ہو رہی تھی۔ میں فرض ادا کر کے گھر آیا اور پھوپھی صاحبہ کے ٹخنہ کو مل دیا تھوڑی دیر بعد وہ ہوش میں آ گئیں صبح عورتیں عیادت کے لئے آئیں تو انہوں نے میرے ہاتھ ملنے کا ذکر کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عورتوں اور مردوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ میرے ہاتھ میں کرامات ہیں حضرت حکیم صاحبؓ کو معلوم ہوا تو حکیم صاحبؓ کو فکر پیدا ہوا کہ ہماری جماعت کے ایک



حضرت حکیم محمد اسماعیل صاحبؓ

نوجوان جو جامعہ احمدیہ کا فارغ التحصیل ہے اس کے متعلق ایسی باتیں مشہور ہوگئیں۔ ایک دن میں رستہ پر جارہا تھا کہ پیچھے سے آکر آپ نے اپنے ہاتھ میرے کندھے پر رکھ دئے۔ اور بڑی آہستگی سے فرمایا تم نے ہاتھ پر آم کا ''بور'' تو نہیں ملا۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ کو تسلی ہوئی کہ میں کسی بُری بات کا مرتکب نہیں ہوا اور فرمایا اپنا کام کرتے رہو۔

جب حکیمؓ صاحب گاؤں میں ہوتے اور خطبہ جمعہ دیتے جو اکثر حضرت مصلح موعود کا ارشاد فرمودہ ہوتا تو اکثر آپ پر رقّت طاری ہو جاتی۔ اور آپ ''صافہ'' سے آنکھیں پونچھتے۔

حضرت حکیم صاحبؓ نے دو شادیاں کیں پہلی بیوی کے بطن سے دو بیٹے تھے محمد خاں تعلیم کے دوران قادیان میں فوت ہو گئے۔ دوسرا بیٹا احمد خاں گاؤں میں وفات پا گیا ہے حضرت علامہ غلام رسولؓ صاحب راجیکی کی چھوٹی بیٹی احمد خاں صاحب کے عقد میں آئیں دوسری بیوی مکرمہ رحمت بی بی صاحبہ سعداللہ پور ضلع گجرات کی رہنے والی تھیں آپ کے بطن سے ایک بیٹا عزیزم حمید احمد صاحب (اعزازی کارکن دفتر اور عامہ) اور ایک بیٹی زینب بی بی صاحبہ پیدا ہوئیں زینب بی بی صاحبہ اپنے خاوند ملک عطاء اللہ صاحب کے ساتھ پیر کوٹ ثانی میں رہائش پذیر ہیں اور حمید احمد صاحب مع اہل وعیال دارالرحمت شرقی ربوہ میں مقیم ہیں۔ حضرت حکیمؓ صاحب کی اولاد بفضل اللہ تعالیٰ احمدیت سے وابستہ ہے۔

حضرت حکیمؓ صاحب نے 1968ء میں وفات پائی۔ اور پیر کوٹ ثانی مقامی قبرستان میں دفن ہوئے۔



حضرت میاں پیر محمد صاحبؓ

4۔ حضرت میاں پیر محمدؓ صاحب

حضرت میاں پیر محمدؓ صاحب حضرت میاں امام الدینؓ صاحب کے منجھلے بیٹھے تھے آپ نے اپنے بزرگ والد صاحب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت قبول کی۔ قادیان جانے والے پہلے وفد 1898ء میں آپ نے بیعت کی (بمطابق ریکارڈ وصیت) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ خلافت سے وابستہ رہے۔ اور ایک مخلص اور فدائی احمدی کی حیثیت سے اپنی زندگی گزاری آپ کے والد گو اَن پڑھ تھے لیکن آپ کی تربیت نے ان پر بہت اچھا اثر ڈالا۔ نو جوانی کی عمر میں آپ تہجد گزار، عبادت گزار اور دعا گو تھے۔ آپ روزانہ کے کاروبار میں اپنے والد کے قریب ہوتے۔ فرمایا کرتے ہمارے والد بہت محنتی اور جفاکش تھے۔ اپنا کام بڑی توجہ اور انہماک سے کرتے اپنی اولاد پر آپ نے کبھی سختی نہ کی بلکہ بڑی نرمی اور شفقت سے بچوں کی تربیت کرتے۔

حضرت میاں پیر محمدؓ صاحب کی ظاہری تعلیم کچھ نہ تھی لیکن آپ اپنی کوشش سے اردو پڑھنے کے قابل ہو گئے۔ حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا۔ کسی قدر ترجمہ بھی سیکھا پھر ذاتی مطالعہ سے اپنا علم اس قدر بڑھایا کہ آپ بڑی لمبی لمبی تقاریر کرتے۔ خطبات جمعہ پڑھتے اور ان میں جو کچھ بیان کرتے وہ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودات کا خلاصہ ہوتا۔ قرآن کریم کثرت سے پڑھتے۔ حضرت اقدسؑ کی کتب کا مطالعہ کرتے رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) کے باقاعدہ خریدار تھے۔ آخری عمر میں قریباً بیس سال سے زائد عرصہ میرے پاس

ربوہ میں رہے۔ آپ کو اکثر مطالعہ کرتے دیکھا حتیٰ کہ مجھے آپ کو کتب مہیا کرنا مشکل ہو جاتا۔

آپ بڑے شب بیدار تھے ساری رات نماز دعا اور ذکر الٰہی میں گزار دیتے۔ پیرکوٹ میں آپ امام الصلوٰۃ بھی تھے۔ فجر کی نماز میں بالعموم لمبی قرأت کرتے اور نماز اول وقت میں پڑھاتے بہت سویرے ہل جوتتے مگر نماز پڑھنے سے قبل کام شروع نہ کرتے۔ اور اپنے بڑے بیٹے محترم میاں محمد اسماعیل صاحب کو جو آپ کے کام میں معاون ہوتے کو بھی ایسا ہی کرنے کی ہدایت کرتے۔ آپ کی تربیت کی وجہ سے ہمارے یہ بھائی نوجوانی کی عمر سے ہی تہجد گزار ہیں۔

آپ کو اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلانے کا بہت شوق تھا گو کثیر العیال تھے اور آمد بھی معقول نہیں تھی لیکن آپ نے پہلے اپنے چھوٹے بھائی حضرت حافظ محمد اسحاقؓ صاحب فاضل کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی قادیان بھیجا جہاں آپ نے مولوی فاضل کیا پھر تینوں بیٹوں کو قادیان بھیجا۔ میرے دونوں بھائی تو تعلیم مکمل نہ کر سکے صرف خاکسار کو تعلیم مکمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

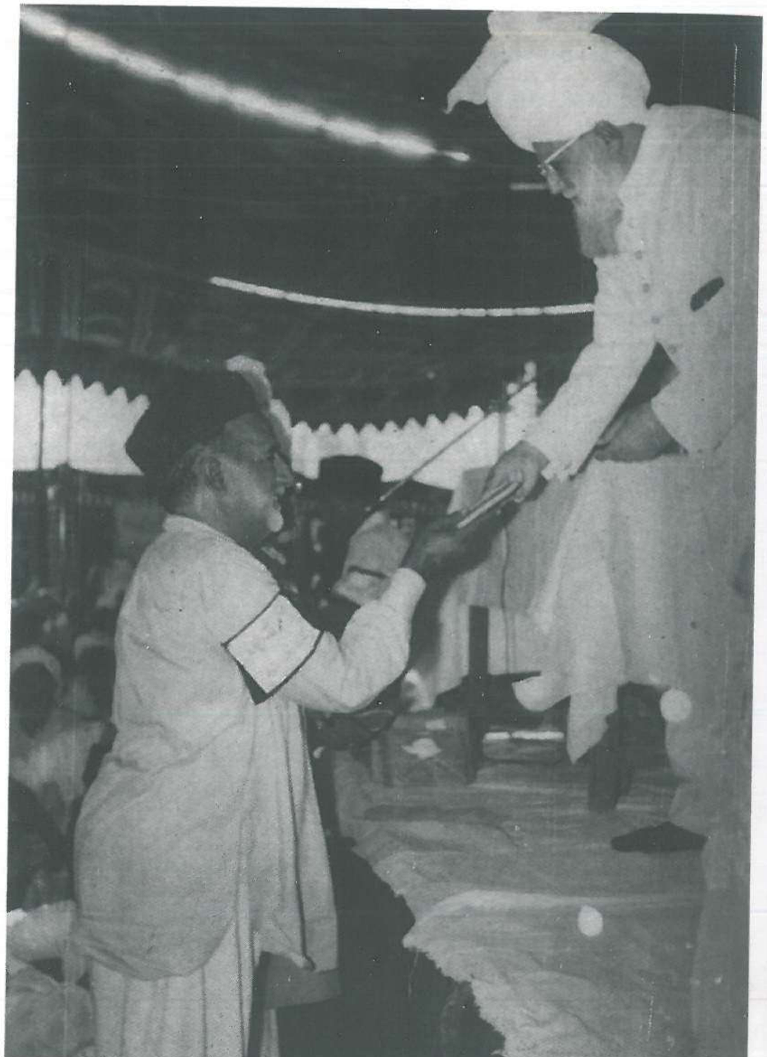
آپ کی بڑی خواہش تھی کہ آپ کی اولاد دین کی خدمت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی اس خواہش کو پورا کیا۔ میرے منجھلے بھائی مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب (واقفِ زندگی) مرحوم گو دینی تعلیم تو مکمل نہ کر سکے۔ لیکن دینی خدمت کی توفیق ملی۔ پہلے کئی سال تک مقامی جماعت کے سیکرٹری مال رہے۔ دعوت الی اللہ کا انہیں بہت شوق تھا۔ پادریوں اور علماء کا مقابلہ بڑی جرأت سے کرتے اور بڑی

کامیابی سے ان سے دینی گفتگو کرتے۔بعض مناظرے بھی آپ نے کئے۔ بعد میں دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کی اور سندھ میں سلسلہ کی زمینوں پر پہلے منشی اور پھر مینیجر کی حیثیت سے 35 سال تک کام کیا۔مولوی محمد عبداللہ صاحب مرحوم کے ایک بیٹے ڈاکٹر صفی اللہ صاحب امیر جماعت ضلع میانوالی ہیں۔

میں جب تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد سرکاری ملازمت میں چلا گیا تو آپ کو بہت دکھ ہوا۔1946ء میں جب میں نے زندگی وقف کی تو حضرت والد صاحبؓ خوش ہوئے۔

خاکسار کو بھی ساڑھے چھتیس سال کامیاب طور پر دین کی خدمت کی توفیق ملی۔ بعض کتب بھی تالیف کیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمودہ تفسیر قرآن جمع کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔آپ کی کتاب حمامۃ البشریٰ کا ترجمہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب بہاول پوری کی ہدایت پر کیا۔اس ترجمہ کے سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کی وجہ سے ایک پیغامی مبلغ جنہوں نے یہ ترجمہ کروایا زیر عتاب آ گئے اور انہیں کہا گیا کہ تم اس کتاب کے ترجمہ کے لئے ربوہ کیوں گئے۔ بعد میں ترجمہ پر ایک کمیشن بیٹھا جو تین افراد پر مشتمل تھا۔اس کمیشن میں شیخ عبدالرحمان صاحب مصری اور مکرم میاں عبدالمنان صاحب بھی شامل تھے کمیشن نے ترجمہ کو درست قرار دیا۔

ریٹائرمنٹ کے بعد اس عاجز کو حضرت مصلح موعودؓ کے رویا و کشوف جمع کرنے کی توفیق ملی نظارت اشاعت کی ہدایت کے مطابق حضرت خلیفہ اولؓ کی تفسیر آپ کی کتب خطبات جمعہ اور تقاریر سے جمع کی۔حضرت فضل عمرؓ کے خطبات (1935ء

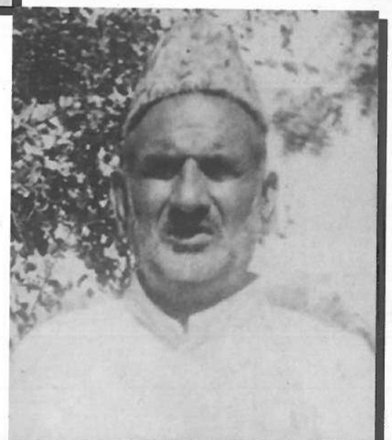


مؤلف کتاب ہذا سالانہ اجتماع انصار اللہ کے موقع پر
حضرت خلیفۃ المسیح ثالثؒ سے انعام حاصل کرتے ہوئے۔

حضرت میاں پیر محمد صاحبؓ کے بیٹے



میاں محمد اسماعیل صاحب پیر کوٹی

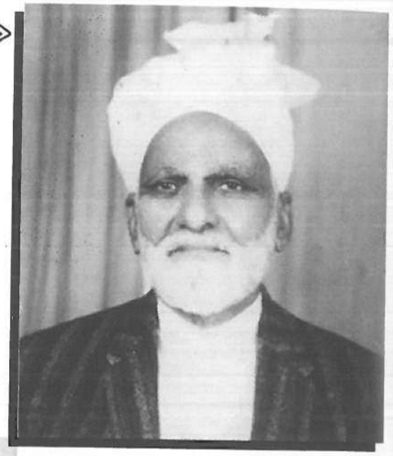


مولوی محمد عبداللہ صاحب پیر کوٹی
واقف زندگی

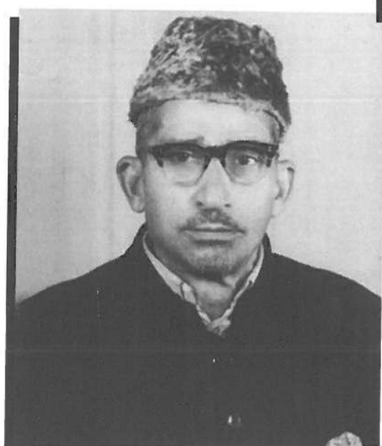


مولانا سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

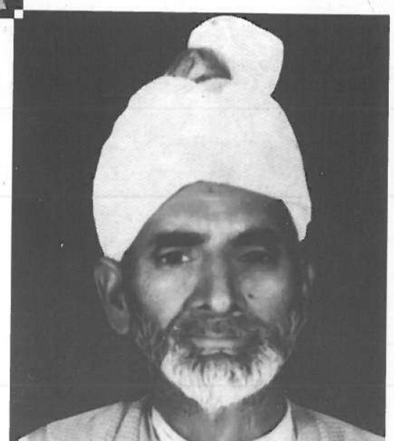
حضرت میاں پیر محمد صاحبؓ
کے داماد



مولوی محمد سعید صاحب



منشی نورالدین صاحب خوشنویس



محمد عبداللہ صاحب چیمہ



بروفات حضرت میاں پیر محمد صاحبؒ

سے 1959ء تک) کی ترتیب وحواشی کا کام کیا۔ خطبات محمود جلد 2 کی ترتیب کا کام کیا خطبات محمود جلد سوم کے لئے تمام خطبات نکاح جمع کئے۔ اس کے علاوہ بھی علمی کام کا موقع ملا اور یہ سب کام حضرت والد صاحب کی دعاؤں کے فیض سے تھا۔

آپ کے ایک پوتے مولوی نصیر احمد شاہد صاحب ایک پڑپوتے مولوی اسلام احمد شمس صاحب ایک نواسے مولوی سلطان احمد شاہد صاحب چار پڑنواسے محمد عثمان صاحب، محمد لقمان صاحب، محمد محمود طاہر صاحب اور مولوی نعمت اللہ جاوید صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

امام وقت کی طرف سے کوئی ہدایت موصول ہوتی تو آپ اس پر عمل پیرا ہوتے کوئی تحریک ہوتی تو حسب توفیق اس میں حصہ لیتے حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانہ میں آپ کے ہاں چوری ہوئی۔ سوائے مٹی کے برتنوں کے کوئی برتن اور پہنے ہوئے کپڑوں کے علاوہ کچھ بھی چوروں نے نہ چھوڑا۔ لوگوں کی امانتیں بصورت زیورات جو گھر میں تھیں وہ بھی چور لے گئے آپ دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور حالات بیان کئے حضرت خلیفہ اولؓ نے زیر کاشت زمین چھوڑنے کی ہدایت فرمائی آپ فوراً اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کا ارادہ تھا کہ قادیان چلے جائیں وہاں بعض بزرگوں نے امداد کی پیشکش بھی کی لیکن بعد میں محترم چوہدری محمد خان صاحب کے اصرار پر آپ نے ان کی زمین چھ سال تک کاشت کی۔ اور پھر حضرت فضل عمرؓ سے دعا کرانے کے بعد واپس پہلی زمین پر آ گئے۔

آپ بڑے متوکل انسان تھے کبھی تنگدستی کی شکایت نہ کی۔ کثیر العیال ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ آپ کی ضروریات پوری کرتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے میں نے

اپنے دو بھائیوں کی شادیاں کیں تین بیٹوں اور پانچ بیٹیوں کے رشتے کئے۔ زیادہ تحقیق نہ کی۔ بعض بزرگوں کے کہنے پر اور محض اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے یہ کام کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے کسی بیٹی یا بیٹے کے متعلق رشتے کے سلسلہ میں کبھی کوئی شکایت پیدا نہ ہوئی۔

بڑے مستجاب الدعوات تھے آپ کی اولاد، گاؤں کے رہنے والے اور دوسرے تعلق رکھنے والے آپ کی استجابت دعا کے گواہ ہیں۔

1948ء میں میرے منجھلے بھائی مولوی محمد عبداللہ صاحب مرحوم اپنے بعض دوسرے واقف زندگی دوستوں کے ساتھ جیل میں چلے گئے۔ آپ ان کے بچوں کے پاس چند ماہ رہے وہاں ایک منشی صاحب نرینہ اولاد سے محروم تھے انہوں نے آپ سے دعا کی درخواست کی آپ نے تسلی دلائی اور فرمایا میں دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو نرینہ اولاد عطا کرے گا۔ چنانچہ اسی سال ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔

خاکسار غالباً مدرسہ احمدیہ کی دوسری کلاس میں پڑھتا تھا۔ کسی وجہ سے ایک لازمی پرچہ صحیح طور پر حل نہ کر سکا میں نے حضرت والد صاحب سے جو ان دنوں قادیان میں ہی تھے کہا کہ میں کل امتحان دینے نہیں جاؤں گا۔ آپ بہت فکر مند ہوئے امتحان کے قواعد سے آپ واقف نہیں تھے۔ میں نے بہت سمجھایا نہ سمجھے آخر مجھے فرمایا تم کل امتحان دینے جاؤ میں دعا کروں گا تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو بڑی عجیب شکل میں پورا کیا ممتحن صاحب نے پرچہ پر 52/100 لکھ دیا۔ اور میں پاس ہو گیا۔

آپ صاحب کشف و رؤیا تھے آپ کے بہت سے رؤیا و کشوف پورے

ہوئے۔ پیر کوٹ ثانی کی موجود ''بیت احمدیہ'' بھی آپ کی ایک رؤیا کے نتیجہ میں تعمیر ہوئی۔ اور رؤیا کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مالک زمین کو اپنے افضال اور برکات سے نوازا اور یہ بیت جماعت احمدیہ کی تربیت کے سلسلہ میں بہت مفید ثابت ہوئی۔

حضرت فضل عمرؓ کا وصال ہوا تو آپ کو اور ہمارے تایا حضرت میاں نور محمد صاحبؓ کو براہ راست وصال کی خبر نہ دی بلکہ کہا کہ آپ کا حضرت فضل عمرؓ کی صحت کے متعلق کیا خیال ہے آپ نے فرمایا رات میری زبان پر جاری ہوا ہے۔

یا داود انا جعلنک خلیفة فی الارض

معلوم ہوتا ہے کہ حضور وفات پا چکے ہیں اور دوسرے خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ پیش ہوا ہے۔ صدر جماعت احمدیہ نے وفات کی تصدیق کی اور آپ کو ساتھ لے کر ربوہ پہنچے جہاں آپ نے نہ صرف نماز جنازہ میں شرکت فرمائی بلکہ انتخاب میں بھی حصہ لیا۔

تبلیغ کا بہت شوق تھا اور بڑے مؤثر رنگ میں آپ یہ فریضہ ادا کرتے آپ تبلیغ کا کوئی موقع ضائع نہ ہونے دیتے غیر احمدی علماء اور عیسائی پادریوں سے بے دھڑک بات کرتے۔ تبلیغ کی غرض سے دوسرے دیہات میں بھی جاتے ایک دفعہ ایک گاؤں کے متعصب افراد نے آپ کو بہت مارا آپ بیہوش ہو گئے تو آپ کو ایک تالاب کے کنارے پھینک دیا ہوش آنے پر آپ واپس آنے کی بجائے دوبارہ گاؤں میں گئے اور کافی وقت دعوت الی اللہ میں گزار کر واپس آئے۔ ہمارے ننہالی گاؤں ''دھاروکے'' میں دیسی عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد تھی سال میں ایک دفعہ عیسائی پادری جن میں انگریز بشپ بھی ہوتے وہاں آتے اور کئی دن تک قیام کرتے ایک دفعہ

حضرت والد صاحب سسرال گئے ہوئے تھے کہ پادری آ گئے عیسائیوں کا لیڈر آپ کو پادری کے پاس لے گیا آپ ابھی نوجوان تھے پادری آپ کے سوالوں کا جواب نہ دے سکا۔ اس کا مقامی عیسائیوں پر بہت گہرا اثر پڑا۔ آپ فرمایا کرتے تھے اس سال کے بعد پھر پادری وہاں نہیں آئے۔

آپ بڑے مہمان نواز تھے مبلغین سلسلہ اور انسپکٹران مال کے علاوہ مرکز سے آنے والے دوسرے بزرگ آپ کے ہاں ہی ٹھہرتے۔ ویسے بھی گھر رستہ پر واقع تھا اس لئے عام مسافر جنہیں رات گزارنا ہوتی وہیں ٹھہرتے۔ آپ ان کی خدمت کر کے بہت خوش ہوتے گھر کی مستورات آپ کی تربیت کی وجہ سے رات کو اٹھ کر بھی کھانا تیار کر کے مہمانوں کو پیش کرتیں۔

مقامی جماعت کے صدر اپنے پیشہ طبابت کی وجہ سے اکثر گاؤں سے باہر رہتے ان کی غیر حاضری میں جماعتی کام آپ ہی سرانجام دیتے خطبات جمعہ دیتے درس و تدریس کا کام کرتے اس کے علاوہ آپ مقامی جماعت میں سیکرٹری تبلیغ و تربیت اور امام الصلوٰۃ کے عہدوں پر فائز رہے۔

اللہ تعالیٰ نے نوجوانی کی عمر میں آپ کو نظام وصیت سے منسلک ہونے کی توفیق بخشی۔ آپ کے دونوں بھائی ان کی بیویاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی تو موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہو چکے ہیں۔ باقی اولاد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی ہے اور سوائے ایک بیٹی کے ساری اولاد ربوہ میں رہائش پذیر ہے۔

سالانہ جلسوں اور مجلس شوریٰ میں ہر سال شامل ہوتے اور اس کے لئے بڑے بڑے اہم کام بھی نظر انداز کر دیتے۔ آپ عمر کے آخری کچھ سال ربوہ میں قیام پذیر

رہے۔

عام صحت اچھی تھی نظر بھی ٹھیک تھی بغیر عینک کے پڑھتے۔ 7 نومبر 1972ء کو عید الفطر سے ایک روز قبل وفات پائی۔ اور 8 نومبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد حضرت مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے دعا کرائی۔ گو آپ کے کتبہ پر آپ کی عمر چوراسی سال لکھی ہے لیکن میری تحقیق کے مطابق آپ کی عمر 95 سال تھی آپ جماعت احمدیہ پیرکوٹ ثانی کے لمبی عمر پانے والے آخری بزرگ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹیوں سے نوازا تھا۔ جن میں سے محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ اور سکینہ بی بی صاحبہ حیات ہیں۔ جبکہ محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ فضل احمد صاحب مرحوم، محترمہ رابعہ بی بی صاحبہ اہلیہ مولوی محمد سعید صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال اور محترمہ رحمت بی بی صاحبہ اہلیہ نور الدین صاحب خوشنویس مرحوم وفات پا چکی ہیں۔ آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ محترم محمد عبد اللہ چیمہ صاحب مرحوم آف ڈنگہ کارکن دفتر وقف جدید ربوہ کی اہلیہ ہیں ان کی نسل سے محمد ظفر اللہ صاحب چیمہ ایم اے ایم ایڈ، ڈاکٹر محمد نصر اللہ چیمہ ایف آر سی ایس برمنگھم انگلینڈ، محمد رفیع اللہ ناصر ٹورانٹو کینیڈا، ڈاکٹر محمد مطیع اللہ شاہین مرحوم اور حکیم محمد قدرت اللہ محمود چیمہ محمود یونانی دواخانہ ربوہ اور بیٹیاں امتہ القدوس کوثر صاحبہ لیکچرار فزکس اور امتہ السلام کوثر صاحبہ مقیم کیلگری کینیڈا ہیں۔

اس طرح آپ کی نسل سے سینکڑوں احمدی جان نثار پیدا ہوئے۔

5۔ حضرت میاں نور محمدؓ صاحب

حضرت میاں نور محمدؓ صاحب حضرت میاں امام الدینؓ صاحب کے بڑے بیٹے تھے۔ بڑے سادہ طبع، صلح جو، کم گو اور متقی بزرگ تھے۔ زندگی بھر کسی سے جھگڑا نہ کیا کسی سے تلخ کلامی سے پیش نہ آئے۔ اپنے ماحول میں بہت ہر دلعزیز تھے گاؤں کے سبھی لوگ احمدی و غیر احمدی آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔

ابتداءً میں تحریری بیعت کر کے احمدیت قبول کی۔ 1903ء میں خود قادیان جا کر دستی بیعت سے مشرف ہوئے۔

(اخبار الحکم 10 جولائی 1903ء)

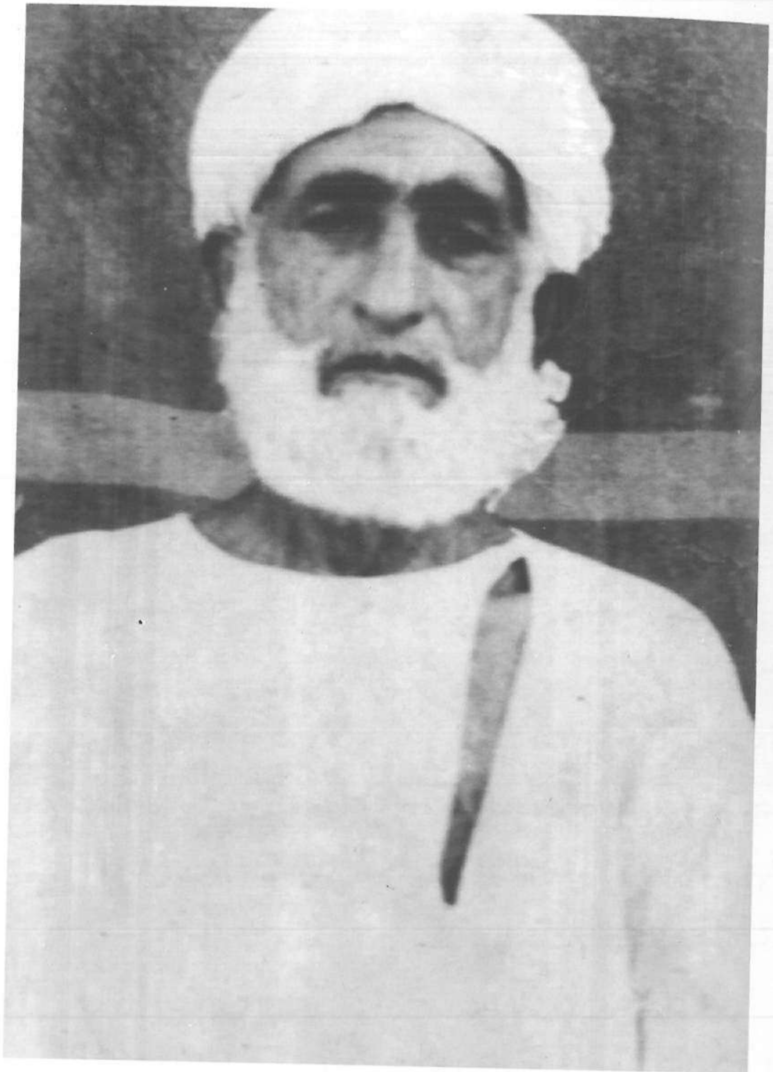
آپ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر سال قادیان اور ہجرت کے بعد ربوہ جاتے۔ اور اس کی برکات سے مستفید ہوتے۔ آپ کی ظاہری تعلیم کچھ نہ تھی سارا ناظرہ قرآن کریم بھی نہیں جانتے تھے قرآن کریم پڑھتے مگر کوئی لفظ ذہن میں نہیں بیٹھتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آپ کے والد نے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا قرآن کریم پڑھتا رہے اس خیال سے کہ الفاظ ذہن میں نہیں بیٹھتے قرآن کریم پڑھنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ چاہے گا تو آہستہ آہستہ ذہن بھی درست ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ جب تک زندہ رہے قرآن کریم کا وہ حصہ جو آپ جانتے تھے اس کی باقاعدہ تلاوت کرتے رہے۔

بڑے عبادت گزار دعا گو بزرگ تھے۔ اکثر جب نماز مغرب ادا کر کے مسجد سے باہر نکلتے تو غیر احمدی عورتیں قطار باندھے کھڑی ہوتیں۔ اور درخواست کرتیں کہ آپ ہمارے بچے کو دم کر دیں چنانچہ آپ دم کر دیتے ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ

آپ کیا پڑھ کر دَم کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا بیٹا میں تو کچھ نہیں جانتا عورتیں مجبور کرتی ہیں تو میں سورۃ فاتحہ پڑھ کر دَم کر دیتا ہوں اور ان کو فائدہ پہنچ جاتا ہے جماعت کا جو کام بھی آپ کے سپرد کیا جاتا وہ آپ بخوشی کرتے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے موقع پر نہ صرف آپ کو آپ کی وفات سے پہلے خبر دی گئی بلکہ آپ کو مجلس انتخاب میں شریک دکھایا گیا۔ آپ کو یہ بھی دکھایا گیا کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ خلیفہ منتخب ہوئے ہیں۔ خلافت کے لئے ایک اور نام بھی پیش کیا گیا لیکن وہ منتخب نہ ہو سکے۔ آپ کو ان کا نام بھی بتایا گیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ وہ بزرگ اول المبائعین میں شامل ہو گئے۔

1966ء میں جلسہ سالانہ پر ربوہ تشریف لائے واپسی پر چک جھمرہ کے قریب ایک بھاری بستر آپ کی گردن پر گرا۔ آپ بیہوش ہو گئے دوستوں کی فوری امداد پر آپ ہوش میں تو آ گئے۔ مگر آپ مستقل طور پر صاحب فراش ہو گئے اور اسی تکلیف کی وجہ سے 3 فروری 1967ء کو وفات پا گئے۔ وصیت میں عمر کم لکھی گئی ہے اصل میں آپ کی عمر 105 سال تھی۔ موصی ہونے کی وجہ سے میت ربوہ لائی گئی جہاں جمعہ کی نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور دیر تک آپ کا چہرہ دیکھتے رہے اولاد کے متعلق دریافت فرمایا تو بچوں کو بلایا گیا۔ مرحوم کی بڑی عمر اور بچوں کی چھوٹی عمر دیکھ کر حضور نے حیرت کا اظہار کیا۔ عرض کیا گیا کہ یہ اولاد مرحوم کی تیسری بیوی کے بطن سے ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ آپ کی تینوں بیویوں کا نام عائشہ تھا۔

مرحوم کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ بڑا بیٹا شریف احمد پیر کوٹی حافظ آباد میں



حضرت میاں نور محمد صاحبؓ

کپڑے کی تجارت کرتا تھا چھوٹا بیٹا اقبال احمد پیر کوٹی کرونڈی ضلع خیر پور سندھ میں کریانہ مرچنٹ ہے۔ دونوں بیٹیاں اس وقت ربوہ میں رہائش رکھتی ہیں۔ آپ کے دو پوتے عزیزم فہیم احمد خادم صاحب مربی سلسلہ غانا مغربی افریقہ ابن مکرم شریف احمد صاحب، نصیر احمد شریف صاحب معلم اصلاح و ارشاد مرکزیہ اور عزیزم اکبر احمد طاہر صاحب مربی انچارج نائیجیرا ابن مکرم اقبال احمد صاحب ہیں۔

6۔حضرت حافظ محمد اسحاق ؓ صاحب فاضل

حافظ محمد اسحاق ؓ صاحب فاضل حضرت میاں امام الدین ؓ صاحب کے چھوٹے بیٹے تھے۔ 1896ء میں پیدا ہوئے۔ اور والد صاحب ؓ کی بیعت ابتداءً کی تھی اور آپ پیدائشی احمدی تھے۔ لیکن 1903ء میں جب آپ کو حصول تعلیم کے لئے قادیان بھیجا گیا تو آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت سے بھی مشرف ہوئے۔ (بدر 3 جولائی 1903ء)

آپ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے۔ آپ کی پرورش آپ کے بڑے بھائی حضرت میاں پیر محمد ؓ صاحب نے کی۔

قادیان میں کچھ عرصہ تک پرائیویٹ تعلیم کے علاوہ آپ حفظ قرآن کریم میں مصروف رہے۔ اور پھر آپ کو مدرسہ احمدیہ میں باقاعدہ تعلیم کے لئے داخل کر دیا گیا۔ آپ پورا قرآن کریم تو حفظ نہ کر سکے۔ لیکن جس قدر حفظ تھا آپ روزانہ اسی میں سے ایک حصہ کی تلاوت کرتے۔ آپ قرآن کریم کی تلاوت بڑی خوش الحانی اور حُسنِ قرأت سے کرتے۔ 1914ء میں جنگ عظیم اول میں آپ جماعت کی طرف سے رضا کارانہ خدمات کے لئے بھرتی ہو گئے۔

1918ء میں فوجی خدمات سے فراغت کے بعد آپ نے دوبارہ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور حضرت مولانا جلال الدین شمس ؓ صاحب کے ساتھ مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور پھر بطور عربی ٹیچر شعبہ تعلیم سے منسلک ہو گئے۔ آپ نے ملازمت کا عرصہ فیروزپور جالندھر ہوشیارپور گڑھ شنکر فاضلکا اور راہوں میں گزار آپ

راہوں میں خدمات سرانجام دے رہے تھے کہ مخالفت کی وجہ سے آپ کو جبری ریٹائرڈ کر دیا گیا۔ فراغت کا زمانہ آپ نے بڑے مجاہدہ سے گزارا۔ 1942ء میں آپ دوبارہ فوج میں بھرتی ہو گئے۔ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے ملازمت سے فارغ ہو کر آپ قادیان آ گئے اور وہاں کچھ عرصہ حفاظت مرکز کے زیر انتظام مفوضہ فرائض ادا کرتے رہے۔ ہجرت کے بعد آپ نے پاکستانی فوج میں ملازمت اختیار کر لی۔

عربی کے بہت اچھے استاد تھے جہاں کہیں رہے آپ کا نتیجہ بہت اچھا رہا۔ 1947ء میں حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے آپ کو سکول میں بطور عربی ٹیچر کام کرنے کی دعوت دی۔ جو تقسیم ملک سے پہلے حالات کی وجہ سے عمل میں نہ آ سکی۔

جہاں بھی آپ رہے جماعت کی تربیتی اور تبلیغی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اردگرد کے دیہات میں تبلیغ کے لئے جایا کرتے جالندھر چھاؤنی میں فوجی سروس کے دوران آپ کو دینی خدمات کا موقع ملا بڑے نڈر احمدی تھے۔ سرگودھا میں فوجی سروس کے دوران آپ اپنے علاقہ میں اکیلے احمدی تھے غیر احمدیوں کی مسجد بھی آپ کے کوارٹر کے بالکل قریب تھی۔ آپ وہاں بڑی جرأت سے اور دلیری سے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہر طرح آپ کی حفاظت فرمائی۔

آپ بڑے محنتی اور مشقت کے عادی تھے جب کبھی رخصت پر آتے تو سارا دن گھر کے مختلف کاموں میں مصروف رہتے کسی کام کے کرنے میں عار محسوس نہ کرتے۔ ملازمت سے فراغت کے دوران آپ نے اپنا اور بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے معمولی سے معمولی کام بھی کیا ٹیوشن بھی پڑھائی۔ چھوٹی چھوٹی تجارت بھی کی مگر کسی



حضرت حافظ محمد اسحاق صاحب ؓ

عزیز اور رشتہ دار سے مدد کے طالب نہ ہوئے۔ وفات سے قبل کچھ عرصہ حیدر آباد (سندھ) میں معمولی تجارت اور ٹیوشن کا کام کرتے تھے۔ 1954ء میں ایک نواسے (راقم الحروف کے بیٹے عزیزم نصیر احمد) کی وفات کی خبر سنی تو کام سے دل اچاٹ ہوگیا۔ آپ نے اپنے بیٹے برادرم مرزا محمد رشید صاحب جوان دنوں وقف کے سلسلہ میں محمد آباد سٹیٹ میں تھے لکھا کہ میرا سامان ربوہ پہنچا دو۔ میں کوئٹہ سے اپنی بہو کو ساتھ لے کر ربوہ جاؤں گا۔ مرزا محمد رشید صاحب نے لکھا میں خود کچھ دن کے لئے اپنا ضروری سامان لینے ربوہ جا رہا ہوں۔ آپ اپنا سامان حیدر آباد ریلوے سٹیشن پہنچا دیں۔ چنانچہ 23/اگست 1954ء کو اپنا مختصر سا بستر اور سامان لے کر ریلوے سٹیشن پر جا رہے تھے کہ رستہ میں ایک منہ زور گھوڑے کی زد میں آ گئے زمین پہ گرے اور بیہوش ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کو ریلوے سٹیشن سے ریلوے ہسپتال پہنچا دیا۔ بیٹا باپ کو سٹیشن پر تلاش کرتا رہا۔ رات اس نے ہوٹل میں گزاری صبح اٹھ کر بڑی تلاش کے بعد آپ کی نعش حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ 24/اگست کو آپ نے ریلوے ہسپتال حیدر آباد میں وفات پائی۔ حیدر آباد میں آپ کو امانتاً دفن کیا گیا 1955ء میں آپ کی نعش کو ربوہ میں منتقل کیا گیا۔ وفات کے بعد اور تدفین کے وقت دو بار نماز جنازہ حضرت فضل عمرؓ نے پڑھائی آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔

آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ بڑے بیٹے برادرم مرزا محمد عثمان مرحوم پہلے کچھ عرصہ تحریک جدید کے شعبہ تجارت میں بطور واقف زندگی کام کرتے رہے۔ وہاں سے فراغت کے بعد پہلے سعودی عرب اور پھر کویت چلے گئے۔ کویت میں 28 سالہ قیام کے دوران آپ جماعت کے متعدد عہدوں پر کام کرتے رہے۔ مکرم

مرزا محمد عثمان صاحب کے بڑے بیٹے ڈاکٹر مرزا محمد لقمان صاحب پورٹ لینڈ میں ایک یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ آپ تربیتی اور تبلیغی خدمات بھی بجالا رہے ہیں۔ اس وقت آپ سٹیٹ کی جماعتوں کے جنرل سیکرٹری ہیں اور ربوہ میں آپ جلسہ سالانہ کے تحت روٹی پکانے کی مشینوں کی تیاری میں رضا کارانہ کام کرتے رہے۔ ان کے ایک بیٹے یحییٰ لقمان صاحب مربی سلسلہ امریکہ ہیں۔ ان کے ایک لڑکے عزیزم ونگ کمانڈر ڈاکٹر مرزا محمد داؤد صاحب ہیں۔ وہ بھی خدمات سلسلہ میں شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں نواب محمد الدین صاحب آؤٹ ڈور کی تعمیر کے سلسلہ میں مشورہ اور مدد کے لئے بلائے گئے تھے۔ عزیز موصوف دو دفعہ وقف عارضی کر کے ربوہ آئے آپ کی اہلیہ عزیزہ میجر ڈاکٹر ناصرہ داؤد صاحبہ اس وقت فضل عمر ہسپتال ربوہ میں کام کر رہی ہیں۔ عزیزم ڈاکٹر مرزا محمد داؤد صاحب نے فضل عمر ہسپتال کی لیبارٹری کو جدید خطوط پر منظم کرنے میں غیر معمولی خدمات انجام دی ہیں۔

حضرت حافظ صاحب کے دوسرے بیٹے عزیز محمد رشید صاحب پہلے تحریک جدید کی زمینوں پر بطور مینجر کام کرتے رہے۔ آپ بی ایس سی زراعت اور ایل ایل بی ہیں۔ وقف سے فراغت کے بعد انگلستان چلے گئے۔ جہاں آپ نے زراعت میں ایک ڈپلومہ کورس کیا۔ بعد میں sandoz میں ملازمت اختیار کی۔ اور کئی سال تک اس شعبہ زراعت میں بطور مینیجر برائے پاکستان کام کیا اور بعد میں اپنا کام شروع کیا۔ مگر 1985ء میں کار کے ایک حادثہ میں ریڑھ کی ہڈی کو نقصان پہنچا۔ کئی سال صاحب فراش رہے اب کچھ چل پھر لیتے ہیں۔ اس وقت لندن میں اپنے بیٹوں کے

پاس مقیم ہیں۔

حضرت حافظ صاحب کی بڑی بیٹی محترمہ سلیمہ بی بی صاحبہ میرے عقد میں آئیں نکاح کے بعد ہی اپنے والد سے کہا کہ اگر میرا میاں وقف میں آجائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں بلکہ خوشی ہوگی میں نے جس دن یہ بات سنی اسی دن حضرت صاحب کی خدمت میں وقف کے لئے لکھ دیا۔ مجھے قادیان پہنچنے کا ارشاد ہوا مارچ 1947ء میں محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کے ساتھ غانا میں بطور مبلغ کام کرنے کے لئے منتخب ہوئے۔ 1948ء میں شعبہ زودنویسی میں منتقل ہوا۔ کام کے سلسلہ میں سارا دن گھر سے باہر رہتے۔ محترمہ سلیمہ بی بی صاحبہ نے ہر طرح سے مدد کی۔ بہت تھوڑی آمد میں گزر بسر کی سستا کپڑا لینا، سادہ غذا کھائی اور بہت خوش رہیں۔ بچوں کو قرآن کریم ناظرہ اور پھر باترجمہ خود پڑھایا بعد میں میٹرک تک ان کی تعلیم میں بھی مدد کی۔ اور یہ سب کچھ ان کے ماں باپ کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مزید فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔

مرحوم حافظ صاحب کی چھوٹی بیٹی عزیزہ حمیدہ بیگم اہلیہ چوہدری محمد حنیف صاحب باجوہ بھی اس وقت ربوہ میں رہائش پذیر ہیں۔

مکرمہ اہلیہ حافظ محمد اسحاق صاحب بھی موصیہ تھیں 1975ء میں فوت ہوئیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

7- حضرت میاں عبدالرحمٰنؓ صاحب

حضرت میاں عبدالرحمٰنؓ صاحب حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب کے بیٹے تھے۔تحریری بیعت تو ابتداءً کی۔ لیکن ایک روایت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت آپ نے 1900ء میں کی۔

(رجسٹر روایات رجسٹر 13)

معمولی تعلیم یافتہ تھے ان کی ایک روایت کے مطابق آپ نے کچھ عرصہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ نظارت دعوت وتبلیغ کے ماتحت آپ نے سرگودھا کے علاقہ میں بطور معلم کام کیا۔ پھر کوآپریٹیو سوسائٹی سے منسلک ہوگئے۔آپ کی ڈیوٹی قرضوں کی وصولی تھی۔ ملازمت کے بعد آپ کی بینائی جاتی رہی۔اور آپ نے پیر کوٹ ثانی میں رہائش اختیار کر لی۔''بیت''میں بینائی کم ہونے کے باعث بہت کم آتے تھے۔گھر میں چارپائی پر لیٹے رہتے۔اسی حالت میں بچوں کو قرآن کریم پڑھاتے۔اچھی قوت بیانہ کے مالک تھے۔پاس بیٹھنے والوں سے تربیتی اور تبلیغی گفتگو کرتے رہتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے فارسی اشعار آپ کو یاد تھے جو اکثر پڑھتے رہتے۔

آپ کی اولاد ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھے۔ بیٹی تو نوجوانی کی عمر میں وفات پا گئی۔ بیٹا ملک عطاء اللہ صاحب پیر کوٹ ثانی میں رہائش پذیر ہیں۔وہ خود بھی اور اس کی اولاد بھی بفضل خدا احمدی ہے۔

8- جناب حکیم محمد حیات صاحب مرحوم

جناب حکیم محمد حیات صاحب مرحوم حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب کے بیٹے تھے ان کی بیعت 1903ء کی ہے۔(بدر 20 فروری 1903ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جماعت کی طرف سے چندہ جمع کرانے کے سلسلہ آپ کا ذکر اخبارات سلسلہ میں آتا ہے۔خلافت اولیٰ کے قیام پر خلافت سے وابستہ ہوئے۔لیکن خلافت ثانیہ کے بعد آپ غیر مبائعین میں شامل ہوگئے۔آپ جماعت احمدیہ پیر کوٹ کے واحد فرد ہیں جو خلافت سے وابستہ نہ رہے۔کٹر پیغامی تھے۔انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے انہیں باقاعدہ پیغام صلح آتا جبکہ ان کی وفات کے بعد کچھ عرصہ ''پیغام صلح'' ان کی اولاد کے نام بھی آتا رہا۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی اولاد خلافت سے وابستہ رہی۔اور اب تک وابستہ ہے۔حکیم صاحب مرحوم کی پہلی بیوی کے بطن سے ایک بیٹا محمد صالح تھا جو مرگی کا مریض تھا۔ایک دفعہ مرگی کا دورہ پڑا تو پاس جلتی ہوئی آگ میں گرا اور جھلس کر وفات پا گیا۔دوسری بیوی کے بطن سے دو بیٹے تھے بڑے محمد سعید صاحب پٹواری سابق کارکن دفتر جائیداد فوت ہوگئے ہیں ان کی ایک بیوی مع بچگان ربوہ میں رہائش رکھتی ہیں ان کے بیٹے کینیڈا میں ہیں۔حکیم صاحب کے دوسرے بیٹے جمیل احمد صاحب بھی اس وقت ربوہ میں مقیم ہیں۔چھوٹی بیٹی عزیزہ امینہ بیگم اہلیہ ملک حمید احمد صاحب اس وقت ربوہ میں رہائش پذیر ہے پہلی بیوی کے بطن سے حکیم صاحب کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔بڑی بیٹی رقیہ بیگم کی شادی حکیم صاحب نے غیر احمدیوں میں کر

دی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ اس کی اولاد احمدی ہوگئی ہے۔ رقیہ بیگم صاحبہ کی بڑی بیٹی ملک لطیف احمد صاحب کے عقد میں آئیں ملک لطیف احمد صاحب اس وقت جماعت احمدیہ پیرکوٹ ثانی کے صدر ہیں۔ چھوٹی بیٹی سکینہ بیگم کا نکاح اقبال احمد صاحب راجیکی سے ہوا پھر ان سے فراغت حاصل کر کے مولوی مصلح الدین صاحب راجیکی کے نکاح میں آئیں۔ ان کے بطن سے ایک بیٹا محی الدین راجیکی ہے جو اس وقت ربوہ میں ہی مقیم ہیں۔ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ پچھلے سال وفات پاگئی ہیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ مرحومہ بہت مخلص احمدی اور نیک خاتون تھیں۔

جناب حکیم محمد حیات صاحب مرحوم کا پیشہ طبابت تھا۔

آپ 1942ء میں فوت ہوئے اور مقامی قبرستان میں دفن ہوئے۔

9-10-11۔ حضرت میاں مہتاب دینؓ صاحب

حضرت میاں مراد بخشؓ صاحب، حضرت میاں غلام محمدؓ صاحب

حضرت میاں مہتاب دینؓ صاحب حضرت مولوی جلال الدین صاحب کے بیٹے تھے گو ان پڑھ تھے مگر آپ پیدائشی احمدی تھے 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت قبول کی۔

(بدر 3 جولائی 1903ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت سے وابستہ ہوئے۔ ''بیت'' میں نماز کے لئے تشریف لاتے تو احباب کے انتظار میں ایک طرف بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے۔ انہیں کسی سے لڑتے جھگڑتے یا اونچی آواز میں بات کرتے نہیں دیکھا گیا۔ آپ نے 1939ء میں وفات پائی۔

حضرت میاں مہتاب دینؓ صاحب کے دو بیٹے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دستی بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت میاں مراد بخشؓ صاحب جنہیں گاؤں میں حضرت محمد مراد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ 1903ء میں بیعت کی۔ (بدر 3 جولائی 1903ء) ان کا بیٹا محمد بشیر بھی مخلص احمدی ہے دوسرے بیٹے حضرت میاں غلام محمدؓ صاحب نے 1905ء میں دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

(بدر یکم و 18 فروری 1905ء)

حضرت علامہ غلام رسولؓ صاحب راجیکی کی بیٹی صفیہ بیگم صاحبہ ان کے نکاح میں آئیں آپ کی پہلی بیوی سے تین بیٹے رحمت خاں صاحب، احمد خاں صاحب اور ظفر اللہ صاحب ہیں یہ تینوں مخلص احمدی ہیں۔

12۔ حضرت میاں محمد عبداللہؓ صاحب

حضرت میاں محمد عبداللہؓ صاحب بھی حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب کے بیٹے تھے آپ نے ابتداءً پیدائشی احمدی مگر 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پہ بیعت کی۔ (بدر یکم و 18 فروری 1905ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نظام خلافت سے وابستہ رہے۔

آپ نے 1924ء میں وفات پائی۔

حضرت میاں محمد عبداللہؓ صاحب کے دو بیٹے تھے مکرم شریف احمد صاحب نوجوانی کی عمر میں درخت سے گر کر وفات پا گئے۔ دوسرے بیٹے مکرم لطیف احمد صاحب ریٹائرڈ سگنیلر محکمہ نہر بہت مخلص احمدی ہیں۔ اور اس وقت پیر کوٹ ثانی کی جماعت احمدیہ کے صدر ہیں۔ اور نہایت اخلاص سے اپنے عہدہ کی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

13۔ حضرت میاں محمد اسحاقؓ صاحب

حضرت میاں محمد اسحاقؓ صاحب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفقاء میں شامل تھے آپ حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب کے بیٹے تھے گو عام روایت کے مطابق حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب کے بیٹے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفقاء میں شامل تھے لیکن انہوں نے کب بیعت کی اس کا علم نہیں ہو سکا۔

آپ بہت نیک اور خاموش طبع بزرگ تھے۔ نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ ''بیت'' میں آتے۔ عمر کے آخری سالوں میں آپ نے فقیرانہ زندگی اختیار کر لی۔ ہر وقت ہاتھ میں تسبیح رکھتے اور اپنی سمجھ کے مطابق ذکر کرتے رہتے۔

حضرت میاں محمد اسحاقؓ صاحب کے دونوں بیٹے مکرم سردار خاں صاحب اور مکرم محمد صادق صاحب احمدی تھے۔ مکرم محمد صادق لاولد فوت ہو گئے تھے۔ البتہ مکرم سردار خاں صاحب کی اولاد موجود ہے اور بفضل خدا احمدی ہے۔

حضرت میاں محمد اسحاقؓ صاحب نے 1939ء میں وفات پائی۔

14۔ حضرت میاں فیروز ؓ صاحب

حضرت میاں محمد فیروز ؓ صاحب حضرت مولوی جلال الدین ؓ صاحب کے بھائی میاں عمر الدین صاحب ؓ کے بیٹے تھے آپ کی بیعت 1903ء کی ہے۔

(بدر 5؍فروری 1903ء)

بدر میں آپ کا نام فیروز الدین لکھا ہے۔ گاؤں میں آپ محمد فیروز کے نام سے مشہور تھے۔ بہت کم گو تھے عام مجالس میں حصہ نہیں لیتے تھے اپنے زمیندارہ کام میں لگے رہتے ''بیت'' میں آتے تو ایک طرف بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے آپ کی اپنی اولاد نہیں تھی۔ بیوی بھی فوت ہو چکی تھی۔ اپنے بھائی حضرت میاں امام الدین صاحب کے لئے کام کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت سے وابستہ ہوئے بہت نیک اور بزرگ انسان تھے۔

وفات کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو گاؤں کے قریب قبرستان میں دفن کیا گیا۔ جب آپ کی قبر کھودی گئی تو سیم زدہ زمین ہونے کی وجہ سے وہ ایک طرف سے گر گئی۔ دوبارہ قبر تیار کی گئی تو وہ بھی گر گئی۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب کے مشورہ سے ایک جگہ قدرے بلند دیکھ کر قبر تیار کی اور لحد تیار ہوتے ہی نعش قبر میں اتار دی۔ بعد میں عورتوں نے قبر سے مٹی لے کر بچوں کو کھلانی شروع کر دی اور کچھ اور مشرکانہ حرکات دیکھنے میں آئیں۔ آپ کے بھتیجے محترم ملک محمد شریف صاحب مرحوم نے قبر پر پہرہ بٹھا دیا گیا اور گاؤں میں ڈھنڈورہ پٹوا دیا کہ اگر کسی کی بیوی بہن یا بیٹی کو نقصان پہنچا تو وہ اس کی آپ ذمہ دار ہوگی۔ کئی دن کے مسلسل پہرہ کی وجہ سے عورتوں کی توجہ قبر کی طرف سے ہٹ گئی اور میاں محمد فیروز صاحب کی قبر شرک سے محفوظ ہوگئی۔

آپ کے چاروں بھائی بھی رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں شامل تھے۔

15۔ حضرت میاں امام الدین ؓ صاحب

حضرت میاں امام الدین ؓ صاحب حضرت میاں عمر الدین ؓ صاحب حضرت مولوی جلال الدین ؓ صاحب کے بیٹے اور حضرت میاں محمد فیروز ؓ صاحب کے بھائی تھے۔ آپ نے 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ (بدر 6 فروری 1903ء)

آپ بڑے سادہ طبع تھے ''بیت'' میں نماز ادا کرنے کے لئے باقاعدہ تشریف لاتے نماز باجماعت کے انتظار میں ایک طرف بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے کوئی بچہ غلطی کرتا یا اونچی آواز میں بات کرتا تو بہت سادہ اور پُر اثر انداز میں اسے منع کرتے۔ پانچ بھائیوں میں سے صرف ایک بھائی میاں احمد دین صاحب کی صرف ایک بیٹی تھی اور جو آپ کے بیٹے کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔

پانچ بھائیوں کی ملکیتی زمین جو بعد میں آپ کے قبضہ میں آئی اس کا خاصا رقبہ تھا۔ مگر کلر اور سیم کی وجہ سے اس کا اکثر حصہ بنجر ہو چکا تھا۔ اور ایک وقت آپ کی مالی حالت کافی خراب ہوگئی۔ آپ بہت صابرانہ رنگ زندگی گزارتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے دن پھیر دئے۔ ہماری ''بیت'' غیر احمدیوں کے ساتھ مشترکہ تھی باری باری ہم کبھی پہلے اور کبھی بعد میں نماز باجماعت ادا کرتے تھے، بزرگوں نے سوچا کہ اپنی ''بیت'' علیحدہ بنائی جائے بعض بزرگ اس بناء پر اس تجویز کی مخالفت کرتے کہ یہاں غیر احمدی دوست درس و تدریس میں شامل ہوتے ہیں اور پھر احمدیوں کے الگ ''بیت'' بنا لینے کے بعد یہ ''بیت'' ویران ہو جائے گی۔ اسی دوران

حضرت والد صاحبؓ نے رؤیا میں دیکھا کہ میاں امام الدینؓ صاحب کے قطعہ اراضی میں ''بیت'' احمدیہ تعمیر ہوئی ہے۔ جو تربیتی رنگ میں جماعت کیلئے مفید ثابت ہوئی ہے۔ اس کی برکت سے مالک زمین کو وافر حصہ ملا ہے۔ اس کی تنگدستی خوشحالی میں تبدیل ہوگئی ہے۔ اور دینی لحاظ سے بھی وہ ان کی اور ان کی اولاد کے لئے ترقی کا موجب ہوئی ہے۔ حضرت پیر محمدؓ صاحب نے اس رؤیا کا ذکر محترم میاں امام الدینؓ صاحب سے کیا تو آپ نے فرمایا بیٹے سے مشورہ کر کے بتاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنے اکلوتے بیٹے ملک محمد شریف صاحب سے ذکر کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہماری ملکیتی زمین میں خدا کا گھر بن جائے تو اس سے زیادہ خوشی کی اور کیا بات ہوگی۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ خواب کے مطابق زمین قدموں سے ناپ لین اور نشان لگا دیں چنانچہ پیر کوٹ ثانی کی موجودہ ''بیت'' تعمیر ہوئی یہ قطعہ زمین اس خاندان کے لئے جس کی زیادہ تر زمین بنجر آباد ہو چکی تھی بہت قیمتی تھا لیکن اس قربانی کی وجہ سے ان کے بھاگ جاگ اٹھے۔ 1948ء میں اصلاح اراضی کا کام اس علاقہ سے شروع ہوا۔ نہر گوگیرہ برانچ پر دائیں طرف دو دو فرلانگ پر ٹیوب ویل نصب کر کے زمین کا پانی نہر میں ڈالا گیا۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت میاں امام الدینؓ صاحب کی ساری زمین اصلاح پذیر ہوگئی اور ان کی تنگدستی خوشحالی میں تبدیل ہوگئی۔ پھر اس سال ان کے بیٹے ملک محمد شریف صاحب جماعت کے صدر منتخب ہو گئے۔ آپ نے جماعت کو منظّم کیا اور اس کی تربیت میں نہایت نمایاں کام کیا۔ انہی کی صدارت میں جماعت نے پہلی ''بیت'' کو جو کچی اینٹوں سے تعمیر کی گئی تھی گرا کر ''اپنی مدد آپ'' کے پختہ تعمیر کی۔ جو اس زمانہ میں قریبی احمدیہ ''بیوت'' سے زیادہ خوبصورت

اور شاندار تھی۔ بعد میں ملک محمد شریف صاحب کو وقف جدید میں بطور معلم تا وفات (مئی 1991ء) جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

حضرت میاں امام الدینؓ صاحب اپنی زندگی کے آخری جلسہ سالانہ پر اپنی بہو سے اجازت لے کر ربوہ آئے جلسہ پر آنے کی اس سال ان کی باری تھی۔ غالباً اپنی وفات کا علم ہو چکا تھا۔ آتی دفعہ اپنے تمام چندے ادا کر کے آئے۔ اور یہاں آ کر تقاریر سننے کے علاوہ تمام ربوہ کو گھوم پھر کر دیکھا۔ اپنے عزیزوں اور واقف کاروں سے ملے جلسہ سالانہ کے دنوں میں آپ حضرت علامہ راجیکی کے مکان سے نکلے مجھے آواز دی حضرت میاں صاحب نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر بغلگیر ہو کر کہنے لگے بیٹا ایک تم رہ گئے تھے جس سے میں نہیں ملا تھا باقی سب سے مل لیا ہے۔ جلسہ سالانہ سے واپس جانے کے تین چار روز بعد آپ وفات پا گئے۔

ع خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

16۔ حضرت میاں احمد دینؓ صاحب

17۔ حضرت میاں محمد دینؓ صاحب

18۔ حضرت میاں عنایت اللہؓ صاحب

یہ تینوں بزرگ حضرت میاں محمد فیروزؓ صاحب اور حضرت میاں امام الدینؓ صاحب کے بھائی اور حضرت مولوی جلال الدینؓ صاحب کے بھائی میاں عمر دینؓ صاحب کے بیٹے تھے۔ حضرت میاں احمد دینؓ صاحب اور حضرت میاں محمد دینؓ صاحب 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔(بدر 6فروری 1903ء) اور حضرت میاں عنایت اللہؓ صاحب نے 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی (بدر یکم فروری و 18فروری1905ء)

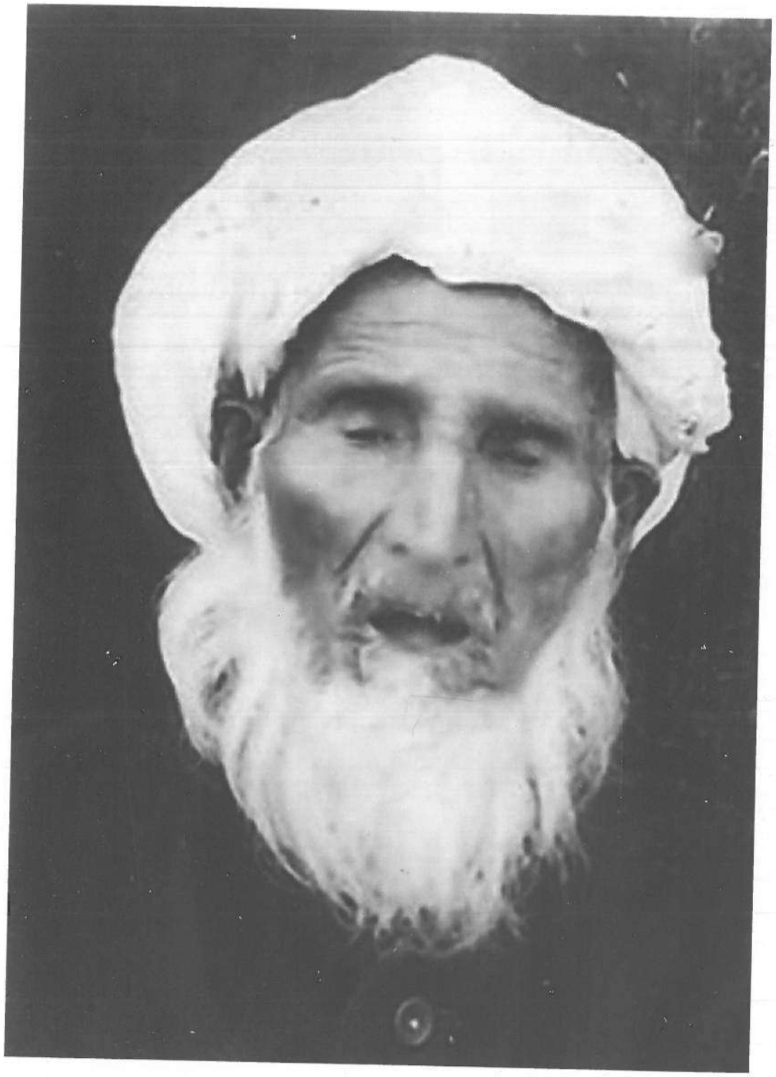
حضرت میاں احمد دینؓ صاحب کی صرف ایک بیٹی تھی جو بعد میں محترم ملک محمد شریف صاحب ابن حضرت میاں امام الدینؓ صاحب کے عقد میں آئیں۔ باقی دونوں بزرگ لاولد فوت ہوئے۔

19۔ حضرت میاں فتح الدینؓ صاحب گوندل

حضرت میاں فتح الدینؓ صاحب پیدائشی موضع تھابل کے تھے لیکن بعد میں انہوں نے پیرکوٹ ثانی میں رہائش اختیار کرلی۔ آپ کے والد کا نام امام بخش صاحب تھا آپ 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پہ بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ (الحکم 10 جولائی 1903ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد نظام خلافت سے وابستہ ہوئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ بھی بہت متقی، دعا گو اور بزرگ عورت تھیں۔ ''بیت احمدیہ'' ہمارے مکانوں کے جانب مغرب تھی۔ آپ اپنے مکان کی چھت پر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتیں۔ بڑی عمر کی عورتوں کو نماز سکھانا۔ قرآن کریم پڑھانا اور ضروری مسائل دینیہ سکھانا آپ کا مرغوب مشغلہ تھا۔ گو آپ نے تحریری بیعت ابتداءً کر لی تھی لیکن شرف زیارت حاصل نہ کرسکیں۔ مارچ 1943ء میں وفات پائی اور مقبرہ بہشتی قادیان میں دفن ہوئیں۔

حضرت میاں فتح الدینؓ صاحب کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ صرف دو بیٹیاں تھیں۔ جن کی اولاد نہ صرف احمدیت سے وابستہ ہے بلکہ اپنے اپنے طور پر ہر ایک کو دینی خدمت کا موقعہ مل رہا ہے۔ بڑی لڑکی محترمہ زینب بی بی صاحبہ اہلیہ الحاج میاں پیر محمد صاحب آف مانگٹ اونچے جو کہ 1974ء میں حج کے دوران اپنے بیٹے محمد شریف صاحب کے ہمراہ اسیر بھی رہے۔ آپ کے دو بیٹے حاجی محمد شریف صاحب سابق اکاؤنٹنٹ جامعہ احمدیہ اور محمد صادق صاحب مرحوم (ریٹائرڈ) اکاؤنٹنٹ



حضرت میاں فتح الدینؓ صاحب گوندل

وکالت تبشیر تحریک جدید واقف زندگی ہیں۔ حضرت پیر محمدؓ صاحب کے بیٹوں میں محمد حنیف صاحب اور محمد ابراہیم صاحب بھی معروف ہیں جن کے پانچ پوتے اللہ کے فضل سے مربیان سلسلہ ہیں۔

1۔ مکرم وسیم احمد ظفر صاحب برازیل

2۔ مکرم محمد محمود طاہر صاحب نظارت اشاعت

3۔ مکرم شاہد محمود بدر صاحب

4۔ مکرم فخر الاسلام صاحب

5۔ مکرم نیر الاسلام صاحب

حضرت میاں فتح دینؓ صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوں۔ انہوں نے اپنی وفات سے کئی سال پہلے تابوت بنوا کر رکھا تھا۔ 26 جنوری 1966ء کو وفات پائی اور موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 91 سال تھی۔

20۔ حضرت میاں لال دینؓ صاحب

حضرت میاں لال دینؓ صاحب میاں فتح الدینؓ صاحب گوندل کے بھائی تھے۔ انہیں بھی اپنے بھائی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ (الحکم 10 جولائی 1903ء)

آپ کی ولادت تھابل میں ہوئی۔ مگر بعد میں آپ نے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ پیر کوٹ ثانی میں رہائش اختیار کر لی۔ ان کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام حضرت میاں امام الدین صاحب تھا باپ کی وفات کے بعد ان کی پرورش حضرت میاں فتح الدینؓ صاحب نے کی۔

آپ کی شادی میاں فتح دینؓ صاحب کی چھوٹی بیٹی حسین بی بی صاحبہ سے ہوئی جس کا ایک بیٹا نعمت اللہ شمس صاحب کارکن صدر انجمن احمدیہ اور ایک پوتا محمد نصیر اللہ صاحب اور تین نواسے: مکرم فخر الاسلام صاحب، مکرم نیر الاسلام صاحب اور مکرم شاہد محمود بدر صاحب مربیان سلسلہ ہیں۔ جبکہ ایک نواسا طارق محمود بدر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کے سیکرٹری مال اور ایک نواسا ڈاکٹر شمس الاسلام صاحب افریقہ میں خدمات بجالا رہے ہیں۔

21۔ حضرت میاں قطب الدینؓ صاحب

22۔ حضرت میاں غوث محمدؓ صاحب

23۔ حضرت میاں علی محمدؓ صاحب

حضرت میاں قطب الدینؓ صاحب ولد احمد یار صاحب اور ان کے دونوں بیٹوں حضرت میاں غوث محمدؓ صاحب اور حضرت میاں علی محمدؓ صاحب کو 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ (اخبار بدر قادیان 3 جولائی 1903ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت سے وابستہ اور تا وفات احمدیت پر نہایت اخلاص سے قائم رہے۔ حضرت میاں غوث محمدؓ صاحب تو لاولد فوت ہو گئے اور حضرت میاں علی محمد صاحبؓ کے تین بیٹے تھے ان میں سے دو بیٹے احمدیت سے وابستہ رہے میاں محمد شفیع صاحب تو فوت ہو گئے ہیں اور میاں شیر محمد صاحب موضع پیر کوٹ ثانی میں رہائش پذیر ہیں اور بڑے مخلص احمدی ہیں۔

24۔ حضرت میاں کرم دینؓ صاحب

25۔ حضرت میاں غازی احمدؓ صاحب

حضرت میاں کرم دینؓ صاحب اور حضرت میاں غازی احمدؓ صاحب دونوں بھائی تھے۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت سے مشرف ہوئے۔

(اخبار بدر قادیان 25/اپریل 1907ء)

دونوں بھائی بہت نیک نفس او متقی انسان تھے نماز اور روزہ کے پابند تھے۔ حضرت میاں کرم دینؓ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے آخری عمر میں نرینہ اولاد سے نوازا آپ نے بڑھاپے کی عمر میں محنت و مشقت کر کے ان بچوں کو پالا آپ کو بہت شوق تھا کہ آپ کے بچے دینی تعلیم حاصل کریں۔

محترم حکیم عبدالعزیز صاحب چک چٹھہ ہمارے ہی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ جب وہ احمدی ہوئے تو ان کے والد میاں محمد اسماعیلؓ صاحب حضرت میاں پیر محمدؓ صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے میرا اکلوتا بیٹا عبدالعزیز احمدی ہو گیا ہے مجھے اس کے احمدی ہونے پر کوئی اعتراض نہیں مگر میرے تمام رشتہ دار غیر احمدی ہیں اب اسے رشتہ کون دے گا۔ حضرت میاں کرم دینؓ صاحب مغرب کی نماز ادا کرنے ''بیت الذکر'' آئے ہوئے تھے اور ابھی ''بیت الذکر'' میں ہی تھے۔ حضرت والد صاحبؓ نے ان سے کہا بھائی کرم دین کیا آپ نے اپنی چھوٹی بیٹی کا رشتہ کہیں کر دیا

ہے یا نہیں۔ میاں صاحب نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا۔ اس کا رشتہ عبدالعزیز سے کردو۔ رفقاء بانی سلسلہؑ کی آپس میں عجیب محبت تھی فوراً راضی ہو گئے چنانچہ حضرت والد صاحبؓ نے چند دوست ساتھ لئے حضرت میاں کرم دینؓ صاحب کے گھر گئے۔ سب ان کے مکان پر بیٹھ گئے۔ اور پھر حکیم عبدالعزیز صاحب کو بلا کر نکاح کا اعلان کر دیا۔

مکرم حکیم عبدالعزیز صاحب بعد میں چک چٹھہ میں منتقل ہو گئے۔ آپ ہماری جماعت کے سیکرٹری دعوت و تبلیغ تھے ظاہری تعلیم بہت کم تھی اپنے ذاتی مطالعہ کے ساتھ علم حاصل کیا۔ آپ ہر وقت دعوۃ الی اللہ میں مشغول رہتے۔ بڑے کامیاب داعی الی اللہ تھے۔ ہر طبقہ کے لوگوں سے بڑی کامیاب تبلیغی گفتگو کرتے۔ جب چک چٹھہ کی جماعت الگ ہوئی تو آپ اس کے صدر منتخب ہوئے۔ اور تا وفات صدر رہے آپ نے وہاں ''بیت'' احمدیہ تعمیر کرائی۔ احمدیت کی وجہ سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی مگر آپ ثابت قدم رہے۔ آپ کی اولاد دنیا کے مختلف چار ممالک آسٹریلیا، انگلینڈ، امریکہ، جرمنی میں پھیلی ہوئی ہے۔ جس کی تعداد 145 نفوس پر مشتمل ہے۔ آپ کی اولاد مخلص احمدی اور خدمات دینیہ میں مصروف ہے۔

جیسا کہ کہا گیا ہے حضرت میاں کرم دینؓ صاحب کے دو بیٹے تھے۔ میاں فضل احمد تو فوت ہو چکے ہیں اور ان کی اولاد احمدیت پر قائم ہے اور چک چٹھہ میں رہائش پذیر ہے۔ دوسرے بیٹے مکرم مولوی سلطان احمد صاحب مجاہد کچھ عرصہ معلم وقف جدید رہے اور اب ربوہ میں ہومیو پیتھ پریکٹیشنر ہیں ان کے اکلوتے بیٹے عزیزم ڈاکٹر محمد رشید راشد فضل عمر ہسپتال ربوہ میں آئی سپیشلسٹ ہیں۔ بہت مخلص

اور نیک نفس ہیں۔ جو چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال کے داماد ہیں۔

حضرت میاں کرم دینؓ صاحب 1943ء میں فوت ہوئے اور مقامی قبرستان میں دفن ہوئے حضرت میاں غازی احمدؓ صاحب کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ ان پڑھ تھے وہ بھی اپنے بیٹوں جیسا سلوک کرتے تھے نہایت متقی اور نیک انسان تھے حضرت میاں غازی احمدؓ صاحب موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

26۔حضرت میاں نظام دینؓ صاحب بافندہ

حضرت میاں نظام دینؓ صاحب بافندہ پیشہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بہت نیک اور متقی انسان تھے میں نے انہیں ضعیف العمر اور صحت کے لحاظ سے بہت کمزور دیکھا گیا۔ان کی بیعت کب ہوئی اس کا علم نہیں ہو سکا۔حضرت مولانا غلام رسولؓ صاحب راجیکی نے اپنی کتاب حیات قدسی جلد دوم صفحہ 76 میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔اور لکھا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفقاء میں شامل تھے۔محترم میاں محمد اسمٰعیلؓ صاحب سے جو اس وقت جماعت احمدیہ پیر کوٹ ثانی کے معمر ترین فرد ہیں دریافت کیا تو آپ نے بھی اس کی تصدیق کی۔

حضرت میاں نظام دینؓ صاحب کے تین بیٹے تھے۔میاں اللہ دتہ صاحب، میاں محمد اسمٰعیل صاحب، میاں سلطان احمد صاحب تینوں خدا کے فضل سے مخلص احمدی تھے۔ان کی اولاد بھی احمدیت سے وابستہ ہے۔

جماعت احمدیہ پیر کوٹ کے دیگر رفقاء

27۔حضرت میاں حامدؓ صاحب امام الصلوٰۃ تھے کہ آپ بھی قادیان جانے والے پہلے وفد میں شامل تھے۔گویا آپ کی بیعت ابتداءً کی ہے اخبار بدر قادیان نے 20 فروری 1903ء میں بھی آپ کو نومبائعین میں لکھا گیا ہے۔ہو سکتا ہے کہ آپ اس سال قادیان گئے ہوں اور بیعت کرنے والوں میں شامل ہو گئے ہوں۔اور بدر نے آپ کا نام مبائعین میں لکھا ہو۔حضرت میاں حامدؓ صاحب امام الصلوٰۃ بھی رہے ہیں۔

28۔حضرت میاں نور محمدؓ صاحب ولد میاں جلال الدین صاحب آپ کی بیعت 1905ء کی ہے۔ (البدر قادیان یکم و 18 فروری 1905ء)

29۔حضرت محمد صدیقؓ صاحب ولد امیر الدین صاحب کا ذکر بھی اخبار بدر قادیان نے 1905ء کے مبائعین میں کیا ہے ان کے متعلق معلومات حاصل نہیں ہو سکیں اور یہ بھی نہیں پتہ چل سکا کہ آپ کس خاندان سے تھے۔

30۔حضرت چوہدری الٰہی بخشؓ صاحب

31۔حضرت چوہدری محمد غوثؓ صاحب

32۔حضرت چوہدری محمد حسینؓ صاحب

33۔حضرت چوہدری غلام محمدؓ صاحب

34۔حضرت چوہدری نور محمدؓ صاحب

یہ سب بزرگ پیر کوٹ کے موہل خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔حضرت

چوہدری محمد حسینؓ صاحب کے متعلق میاں محمد اسماعیل صاحب نے بتایا کہ وہ بیعت کے بعد واپسی پر رستہ میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ باقی چاروں رفقاء کا ذکر حضرت علامہ مولانا راجیکیؓ صاحب نے اپنی کتاب ''حیات قدسی صفحہ 76'' میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ آپ رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں شامل تھے ان کی بیعت کے سال کا علم نہیں ہوسکا۔

مانگٹ اونچے

35۔ حضرت چوہدری ناصر الدینؓ صاحب مانگٹ

حضرت چوہدری ناصر الدینؓ صاحب کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ مانگٹ اونچے کے اولین احمدیوں میں سے تھے۔

روایت ہے کہ آپ علاقہ کے پہلے بیعت کرنے والے انیس افراد کے وفد میں شامل تھے۔ان پڑھ تھے۔لیکن تبلیغ کا بہت شوق رکھتے تھے۔نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ غالباً 1924ء میں وفات پائی۔ اور مانگٹ اونچے کے مقامی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

حضرت چوہدری ناصر الدینؓ صاحب کا مکان مانگٹ اونچے میں سب سے اونچی جگہ پر واقع ہے۔ 1941ء مکرم مولوی غلام احمد بشیر صاحب سابق مبلغ ہالینڈ اور خاکسار نے ان کے مکان کی چھت پر ایک جلسہ منعقد کیا۔ حضرت میاں پیر محمدؓ صاحب مانگٹ اونچے والے اس جلسہ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔

36۔ حضرت چوہدری چوہڑ خانؓ صاحب مانگٹ

حضرت چوہدری چوہڑ خانؓ صاحب بھی علاقہ کے اولین احمدیوں میں سے تھے۔آپ کے والد کا نام چوہدری فتح دین صاحب تھا۔ بہت بہادر اور نڈر احمدی تھے۔ بہت مضبوط جسم کے انسان تھے۔ ابتدائی پہلے وفد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔

(حیات قدسی حصہ دوم صفحہ 76)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت سے وابستہ رہے۔

37۔ حضرت میاں محمد دین ؓ صاحب

حضرت میاں محمد دین ؓ صاحب والد کا نام سوداگر صاحب تھا آپ پیر کوٹ ثانی سے بیعت کے لئے جانے والے پہلے وفد کے ایک ممبر تھے۔ اس کے بعد آپ اکثر قادیان جاتے رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت سے وابستہ ہوئے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ خواہ کوئی ماتمی مجلس ہو یا شادی کی۔ بڑوں کی مجلس ہو یا چھوٹی عمر والوں کی۔ آپ تبلیغ کی کوئی نہ کوئی صورت نکال لیتے تھے اور کامیاب طور پر پیغام حق پہنچاتے تھے۔ آپ بڑے سے بڑے عالم کے سامنے بھی دین کی باتیں کرنے سے ہچکچاتے نہیں تھے۔ بڑے نڈر مبلغ تھے۔ آپ ناخواندہ تھے لیکن دین کے سیکھنے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے۔ کوئی عالم یا اپنے سے زیادہ دین کا علم رکھنے والا مل جائے۔ اسے مختلف مسائل دینیہ سکھانے کی کوشش کرتے۔ ایک دن حضرت والد صاحب ؓ اور حضرت تایا جی ؓ گندم کی کٹائی کر رہے تھے کہ حضرت میاں محمد دین صاحب ؓ وہاں آ گئے۔ میں مدرسہ احمدیہ کی ساتویں جماعت کا امتحان دے کر آیا تھا۔ اس زمانہ میں چھٹی اور ساتویں کلاس میں قرآن کریم کی مختصر تفسیر پڑھائی جاتی تھی۔ آپ نے موقع غنیمت سمجھ کر ایک آیت قرآنیہ کی تفسیر مجھ سے پوچھ لی۔ میں نے جو کچھ پڑھا تھا بتا دیا۔ مگر ان کی تسلی نہ ہوئی۔ حضرت والد صاحب ؓ کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے نے اس آیت کی بہت سادہ الفاظ میں اور بہت عمدہ تفسیر بیان کی۔ میں شرمندہ ہو کر وہاں سے اُٹھ آیا۔ بعد میں جب زود نویسی کے دوران مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا موقع ملا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی تفسیر القرآن جمع کرنے کی توفیق ملی تو معلوم ہوا کہ حضرت والد صاحب کی بیان فرمودہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے ماخوذ تھی جو کثرت مطالعہ کی وجہ سے آپ کے ذہن نشین ہو گئی تھی۔

حضرت میاں محمد دین ؓ صاحب کے منجھلے بیٹے میاں فضل احمد صاحب مرحوم جو میرے بہنوئی تھے۔ جب 1947ء میں وفات پا گئے تو ان کے بچے بہت چھوٹی عمر کے تھے۔ جن کی آپ نے بڑھاپے کی عمر میں محنت کر کے پرورش کی اور تعلیم دلائی۔ ہمیشہ ان کے سر پر دست شفقت رکھا۔ بچوں کے جوان ہو جانے کے بعد بھی آپ ان کے ساتھ رہے اور انہوں نے بھی آپ کی بہت خدمت کی۔

آپ کے بڑے پوتے اور ہمارے بھانجے عزیزم بابو عنایت اللہ میٹرک کے بعد تحریک جدید کی اسٹیٹس میں بطور اکاؤنٹنٹ ملازم ہو گئے۔ اپنی ملازمت کے دوران کریم نگر اور محمود آباد میں جماعت کے صدر اور ناظم انصار اللہ ضلع میرپور خاص بھی رہے۔ دوسرے پوتے محمد صدیق صاحب ایم اے پہلے جامعہ احمدیہ ربوہ میں مدرس رہے۔ پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول بشیر آباد کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ سلسلہ کے کاموں میں بھی خوب دلچسپی لیتے رہے۔ مقامی جماعت کے امیر اور ناظم انصار اللہ ضلع کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ (بعد از ریٹائرمنٹ ربوہ میں رہائش پذیر ہیں)۔ چھوٹے پوتے عزیزم سلطان احمد شاہد مربی سلسلہ ہیں۔ نائیجیریا میں بھی کام کر چکے ہیں اور اب نظارت اشاعت سے منسلک ہیں، ان کے مکرم بیٹے بشیر احمد عامر فارماسسٹ کینیڈا میں، مکرم حافظ طارق احمد ربوہ اور ان کی بیٹیاں مکرمہ راحیلہ، مکرمہ نبیلہ اور مکرمہ عقیلہ بیگم زوجہ مکرم ڈاکٹر مظفر احمد وینس صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ اور بھی ہیں۔ اور

سب صاحب اولاد ہیں۔موصوف میاں محمد دین صاحب کے تین پڑپوتے مربیان سلسلہ ہیں عزیز نعمت اللہ صاحب جاوید ابن عنایت اللہ صاحب ناروے میں بھی کام کرتے رہے ہیں۔عزیز محمد عثمان شاہد صاحب ابن مکرم محمد صدیق صاحب سابق مربی نائیجیریا و ناروے (حال کراچی) اور عزیز محمد لقمان صاحب ابن مکرم محمد صدیق صاحب اصلاح وارشاد مقامی میں کام کر رہے ہیں۔

حضرت میاں محمد دینؓ صاحب کے تین بیٹے تھے۔ بڑے حضرت میاں غلام محمد صاحب تو بہت عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں۔ منجھلے بیٹے جیسا کہ لکھا جا چکا ہے 1947ء میں فوت ہوئے۔ چھوٹے بیٹے حضرت میاں نور احمد صاحب ہیں۔ ان سب کی اولاد ماشاءاللہ مخلص احمدی ہے۔

1963ء میں جب آپ اپنے پوتے عزیزم عنایت اللہ صاحب کے پاس کریم نگر (سندھ) میں مقیم تھے۔ آپ نے وصیت کرنے پر اصرار کیا۔لیکن آپ اپنی زندگی میں اپنی زرعی جائیداد اپنے بچوں میں تقسیم کر چکے تھے۔عزیزم عنایت اللہ صاحب بہت حیران تھے کہ ان کی خواہش کو کس طرح پورا کرے میں بھی ان دنوں سندھ میں تھا۔ مجھ سے ذکر کیا تو میں نے کہا آپ ایک رقم ان کے لئے مخصوص کر دیں اور اسی پر آپ کی وصیت کرا دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔کمزور تھے سفر نہیں کر سکتے تھے اتفاقاً آپ کا منجھلا پوتا عزیزم عبدالرشید مرحوم جلسہ سالانہ پر آنے کے لئے تیار ہوا تو آپ بھی اس کے ساتھ جلسہ سالانہ پر آ گئے۔ ربوہ آ کر میرے تایا جان حضرت میاں نور محمدؓ صاحب کے ساتھ تمام ربوہ پھر کر دیکھا۔ دو دن کی تقاریر بھی سنیں۔ تیسرے دن کوئی تقریر نہ سن سکے۔ جلسہ سالانہ کے بعد آپ اپنے بیٹے مکرم میاں نور احمد صاحب کے پاس مانگٹ اونچے گئے۔ اور 2 جنوری 1964ء کو وفات پا گئے۔ جنازہ ربوہ لایا



حضرت میاں محمد دین صاحبؓ

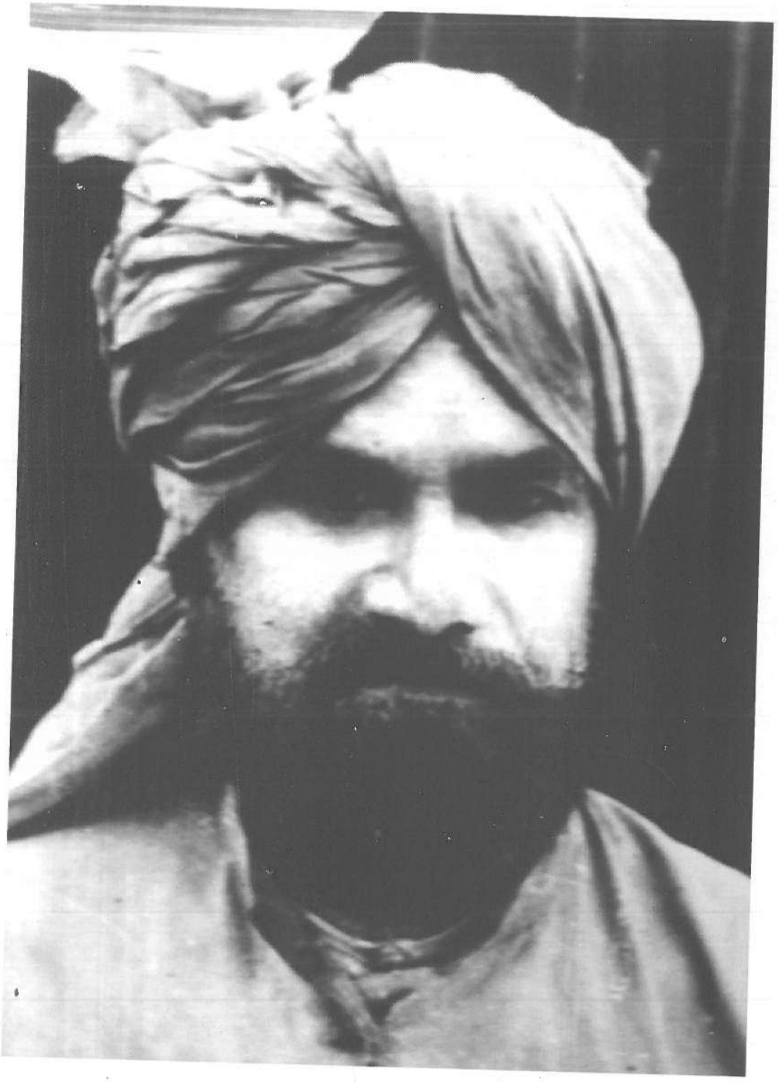
گیااور وصیت ابھی منظور نہیں ہوئی تھی متعلقہ کارکن نے ممبران کے گھروں پر جا کران کے دستخط کرائے اور آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ رفقاء میں دفن ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 106 سال تھی۔

38۔ حضرت مولوی فضل الدینؓ صاحب

حضرت مولوی فضل الدینؓ صاحب مانگٹ اونچے میں قریباً 1881ء میں پیدا ہوئے۔ ڈی اے وی سکول حافظ آباد میں تعلیم حاصل کی۔ کافی عرصہ حضرت علامہ غلام رسول راجیکیؓ صاحب کے ساتھ رہے ان سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ مانگٹ اونچے میں جماعت کی طرف سے پرائمری سکول قائم ہوا تو آپ اس میں پہلے استاد مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ انسپکٹر مال کے طور پر کام کیا۔ اس کے بعد علاقہ ملکانہ (یوپی) میں بطور مبلغ تعینات ہوئے۔ پھر پورے صوبہ یوپی کے مبلغ مقرر ہوئے۔

1942ء میں جب میں بریلی میں فوجی ٹریننگ حاصل کر رہا تھا آپ دورہ پر وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ قریباً ہر اتوار مجھے ملنے کیلئے فوجی کیمپ میں تشریف لاتے اور کچھ وقت میرے ساتھ گزارتے ہمیں شہر میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ لیکن آپ کے اصرار پر میں محترم ڈاکٹر تقی الدین احمد صاحب جو اس وقت دماغی ہسپتال کے انچارج تھے کی رہائش گاہ پر ایک دعوت میں شریک ہوا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ کے خسر محترم جو غالباً اس وقت صدر جماعت تھے اس دعوت میں شریک تھے اس دن مجھے احساس ہوا کہ حضرت مولوی صاحب نے احمدی دوستوں کے ساتھ دلی تعلق پیدا کیا ہوا ہے اور وہ آپ سے بہت بے تکلف ہیں اور آپ سے محبت کرتے ہیں۔

جولائی 1947ء میں آپ کی تبدیلی حیدرآباد (دکن) میں ہوئی اور پھر وفات



حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ

سے قریباً ایک سال قبل تک آپ وہاں تربیتی اور تبلیغی فرائض ادا کرتے رہے۔

آپ نے جنوری 1963ء میں مانگٹ اونچے میں وفات پائی اور موصی ہونے کی وجہ سے آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے تین بیٹے ہیں بڑے بیٹے جمال الدین صاحب مانگٹ اونچے میں رہائش رکھتے ہیں اور دوسرے دو بیٹے عرفان احمد صاحب ربوہ اور بشارت احمد صاحب حال سرگودھا میں ہیں ان کی اکلوتی بیٹی سلیمہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اسلم بھی دارالیمن ربوہ (حال دارالعلوم غربی صادق) میں مقیم ہیں۔

آپ کی سوانح عمری جو آپ کے حیدرآباد (دکن) میں قیام کے دوران وہیں شائع ہوئی اس میں آپ نے لکھا ہے کہ میری بیعت 1904ء کی ہے آپ کے مزار کے کتبہ پر بھی بیعت کا یہی سال لکھا ہے۔

39۔ حضرت چوہدری محمد خانؓ صاحب مانگٹ

حضرت چوہدری محمد خانؓ صاحب مانگٹ بڑے پُر رعب اور پُر وقار شخصیت کے مالک تھے۔ دنیوی لحاظ سے علاقہ کے مشہور اور بااثر زمیندر تھے آپ نے 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت قبول کی۔ (اخبار بدر قادیان 30 مئی 1907ء) اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفقاء میں شمولیت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد آپ خلافت سے وابستہ رہے۔ آپ اور آپ کے بھائیوں کے اثر اور رعب کی وجہ سے علاقہ میں جماعت احمدیہ کو بہت وقار حاصل ہوا۔

آپ کی اہلیہ محترمہ عمر بی بی صاحبہ بھی بہت مخلص احمدی تھیں حضرت والد صاحبؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مانگٹ خاندان میں اور مانگٹ اونچے گاؤں میں جماعت کے استحکام میں آپ کا بہت بڑا حصہ تھا۔ آپ فصل (چاہے کتنی تھوڑی ہو) اس وقت تک گھر میں نہیں آنے دیتے تھے جب تک یہ تسلی نہ کرلیں کہ اس میں سے چندہ ادا کر دیا گیا ہے۔

حضرت چوہدری صاحبؓ بڑے سے بڑے حاکم کے سامنے بھی اپنے وقار کو قائم رکھتے۔ ایک دفعہ علاقہ میں مکڑی کا حملہ ہوا۔ سکولوں کو بھی حکومت کی طرف سے ہدایت تھی کہ استاد بچوں کو ساتھ لے کر مکڑی کو ہلاک کرنے میں حصہ لیں۔ مکرم عنایت اللہ صاحب آف جلہن بہت ہوشیار تھے طلباء کو ساتھ لے گئے اور تین چار بوریاں مکڑی سے بھرلائے ان بوریوں کو کنوئیں کے پانی کی گزرگاہ کے پاس دفن کر دیا۔ اور

علاقہ میں خوب پروپیگنڈا کیا کہ مانگٹ اونچے کے سکول نے مکڑیوں کو ہلاک کرنے میں بہت حصہ لیا ہے اس پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر ضلع کے ڈپٹی کمشنر معائنہ کے لئے آ گئے۔ حضرت چوہدری صاحبؓ نمبردار تھے مگر آپ کو ان کی آمد کی اطلاع نہیں تھی۔ ڈپٹی کمشنر ہندوستانی تھے۔ کالا رنگ، قد چھوٹا اور کانوں پر بڑے بڑے بال تھے۔ حضرت چوہدری صاحبؓ کو پتہ لگا۔ تو آپ بھی وہاں تشریف لے آئے لیکن ڈپٹی کمشنر صاحب کی ہیئت کذائی کو دیکھ کر رستہ سے ہی واپس چلے گئے۔

آپ بڑے مہمان نواز تھے۔ آپ کے دسترخوان پر روزانہ کوئی نہ کوئی مہمان ضرور ہوتا۔ قادیان سے آنے والے مربیان واعظین، انسپکٹران مال اور دوسرے کارکنان کی بہت عزت کرتے اور ان کی ہر ممکن خدمت کرتے۔ حضرت چوہدری صاحبؓ جہاں نظام کی پابندی کرتے وہاں احمدی بھائیوں سے بھی بہت محبت کرتے۔ ان کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتے اور ان کی امداد کے لئے ہمہ تن تیار رہتے۔ ایک چوری کے واقعہ پر جب چور مٹی کے برتنوں کے سوا سب چیزیں لے گئے تو حضرت پیر محمد صاحبؓ نے قادیان جا کر حضرت خلیفہ اولؓ کی خدمت میں سارا ماجرا سنایا، آپ نے زیر کاشت زمین کو چھوڑنے کی ہدایت فرمائی حضرت پیر محمد صاحبؓ بہت فکر مند ہوئے اور سوچنے لگے کہ گاؤں چھوڑ کر کہاں جائیں۔ بالآخر آپ نے قادیان جانے کا ارادہ کر لیا۔ جہاں کچھ احمدی بزرگوں نے مدد کا وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت چوہدری محمد خانؓ صاحب کو آپ کے ارادہ کا علم ہوا تو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر ہمارے گھر پہنچے۔ حالات دریافت فرمائے پھر فرمایا ہم آپ کو پیرکوٹ سے باہر نہیں جانے دیں گے میری کچھ زرعی زمین ہے آپ اس میں سے جتنی زمین چاہیں لے لیں۔ مجھ کو کچھ دیں یا نہ

دیں۔اس طرح امام وقت کی ہدایت پر عمل بھی ہو جائے گا اور آپ پیر کوٹ میں ہی رہیں گے یہ زمین ''دوہی والا کنواں'' سے سیراب ہوتی تھی جو پیر کوٹ اور مانگٹ اونچے کے درمیان رستہ پر واقع تھا حضرت والد صاحبؓ نے فرمایا بھائی یہ کنواں ہمارے گھر سے بہت دُور ہے ہم دن بھر تو وہاں رہیں گے۔شام کو جب گھر آ جائیں گے تو لوگ ہماری فصل کا نقصان کریں گے۔محترم چوہدری صاحب نے فرمایا آپ کا جو نقصان ہو وہ آپ میری فصل سے پورا کر لیں۔ باقی رہا حفاظت کا سوال تو وہ میں خود کروں گا۔حضرت پیر محمد صاحب فرمایا کرتے تھے۔کہ ہم نے ان کی زمین چھ سال تک کاشت کی ہمارا ذرہ بھر بھی نقصان نہ ہوا۔محترم چوہدری صاحب صبح و شام گھوڑے پر سوار ہو کر ہماری فصل کا چکر لگاتے۔آپ چھ سال تک برابر ہماری فصل کی حفاظت کرتے رہے چھ سال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے دعا کرا کر اور آپ کی اجازت سے حضرت پیر محمد صاحبؓ اپنی پہلی زمین پر واپس آ گئے۔

آخر عمر میں حضرت چوہدری صاحب کو ایک ایسی بیماری لگ گئی تھی جس میں ''مکیاں'' مروانے سے سکون محسوس ہوتا تھا۔آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ یہ بیماری آپ کو کیسے لگی۔فرمایا یہ کوئی بیماری نہیں ہے بلکہ سزا ہے جو خدا کی طرف سے مجھے مل رہی ہے۔میں نے امام وقت کی ہدایت کے خلاف اپنی ایک لڑکی کا رشتہ موضع سہو کے ایک غیر احمدی خاندان میں کر دیا اس نافرمانی کی وجہ سے مجھے خدا تعالیٰ اس دنیا میں سزا دے رہا ہے آخری وقت تک آپ اس غلطی کو محسوس کرتے رہے اور استغفار بھی کرتے رہے۔

آپ کے اکلوتے بیٹے مکرم محمد حیات صاحب مرحوم میرے سکول فیلو تھے۔

ایک دفعہ غیر ارادی طور پر آپ کے منہ سے ایسی بات نکل گئی جس سے خاندانی غرور محسوس ہوتا تھا۔ماسٹر صاحب نے حضرت چوہدری صاحبؓ کو بلایا اور آپ کو کرسی پر بٹھا کر آپ کے سامنے مکرم محمد حیات صاحب کو کان پکڑوائے اور انہیں مارا۔حضرت چوہدری صاحبؓ خاموش بیٹھے رہے اور اپنے اکلوتے بیٹے کو سزا ہوتے دیکھ کر منہ سے کچھ نہ بولے جب ماسٹر صاحب سزا دے چکے تو صرف اتنا کہا کہ کیا ماسٹر اب میں جا سکتا ہوں اور آپ واپس تشریف لے گئے اور ماسٹر صاحب کو نہ اس وقت اور نہ بعد میں کچھ کہا۔ماسٹر صاحب کو روزانہ دو وقت کا کھانا محترم چوہدری صاحب کے ہی گھر سے آتا تھا اور ایک ایکڑ اراضی بھی اس کے پاس تھی جہاں بچوں کو زراعت کا کام سکھایا جاتا تھا۔

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں حضرت چوہدری صاحبؓ کے ایک فرزند محمد حیات تھے حضرت چوہدری صاحبؓ نے انہیں کالج میں تعلیم دلوائی۔لیکن والد صاحب محترم کی وفات کی وجہ سے آپ تعلیم مکمل نہ کر سکے۔واپس آ کر گھر کا کام سنبھالا اور جماعتی کاموں میں بھی حصہ لینا شروع کیا غالباً 1944ء میں آپ جماعت کے سیکرٹری مال مقرر ہوئے پھر حضرت چوہدری جہاں خانؓ صاحب کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کے صدر منتخب ہوئے۔آپ کے سیکرٹری مال کے عہدہ پر کام کرنے کے دوران محترم میاں عبدالحق صاحب ناظر مال آمد نے مجھ سے شکوہ کیا کہ آپ کے علاقہ کی جماعت مانگٹ اونچے فلاں مد کی رقم مقامی طور پر خرچ کر لیتی ہے حالانکہ وہ مرکز کا حصہ ہے محترم چوہدری محمد حیات صاحب کو بھی لکھا۔وہ اپنی اولین فرصت میں ربوہ آئے اور عرض کیا یہ رقم میرے سیکرٹری مال مقرر ہونے سے بھی

کئی سال پہلے مقامی طور پر خرچ ہو رہی ہے پہلے ناظر صاحبان نے اس پر اعتراض نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رقم کے مقامی طور پر خرچ کرنے کی ہمیں اجازت ہے۔ واپسی پر بس کے اڈہ پر مجھے ملے میں نے محترم ناظر صاحب کی شکایت کا ذکر کیا۔ تو فرمایا میں اس سلسلہ میں آیا تھا۔ میں نے محترم ناظر صاحب کی تسلی کرا دی ہے بلکہ چندہ کی سو فیصد ادائیگی کا سرٹیفکیٹ بھی لے آیا ہوں نیز فرمایا کہ ہمارے علاقہ کے نوجوان یہاں مرکز سلسلہ میں خدمات بھی بجا لا رہے ہیں ہم اپنی سستیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے انہیں بدنام نہیں کرنا چاہتے۔ آئندہ اگر مرکز کا کوئی عہدیدار ہمارے متعلق کوئی شکایت کرے تو آپ مجھے صرف ایک کارڈ لکھ دیں میں فوراً حاضر ہو جاؤں گا۔

محترم چوہدری محمد حیات صاحب کے جذبہ فدائیت کی ایک مثال مجھ تک یہ بھی پہنچی ہے 1974ء میں جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے احمدیوں کو ناٹ مسلم قرار دیا اور بعض جگہوں پر بعض احمدیوں نے کمزوری بھی دکھائی۔ آپ نے نماز فجر کے بعد افراد جماعت کو نماز کے بعد ٹھہرا کر ان کے سامنے تقریر کی اور کہا ہم بے شک پیدائشی احمدی ہیں لیکن میں نے بڑے ہو کر خود احمدیت کی تحقیق کی ہے اور اسے سچا پایا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح کی خود بیعت کی ہے اب آپ میں سے کوئی احمدی رہے یا نہ رہے۔ اس گاؤں میں احمدیت کا جھنڈا میں بلند رکھوں گا۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مانگٹ اونچے کی جماعت کے کسی فرد نے بھی کمزوری نہ دکھائی۔

الغرض حضرت چوہدری محمد خاں صاحب ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کے فرزند چوہدری محمد حیات صاحب مرحوم تینوں بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔

40۔ حضرت چوہدری سردار خاںؓ صاحب مانگٹ

حضرت چوہدری سردار خاںؓ صاحب (جو حضرت چوہدری محمد خاں صاحب کے بھائی تھے) نے بھی 1907ء میں قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی (اخبار بدر قادیان 10/اکتوبر 1907ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت سے وابستہ ہوئے۔ اکثر جلسہ سالانہ پر قادیان تشریف لے جاتے نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ سفید پوش تھے میں نے ہمیشہ آپ کو سفید لباس میں ملبوس دیکھا۔ پگڑی بھی سفید تھی۔

حضرت چوہدری صاحبؓ کے دو فرزند تھے۔ بڑے کا نام مکرم غلام محمد صاحب اور چھوٹے کا نام مکرم دوست محمد صاحب تھا۔ دونوں بھائی بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔

1941ء میں ہم نے مانگٹ اونچے میں غیر احمدیوں کے دارا (تکیہ) کے چھت پر جلسہ کیا۔ میری صدارت میں برادرم غلام احمد صاحب بشیر سابق مبلغ ہالینڈ تقریر کر رہے تھے بعض غیر احمدیوں نے ہمارے جلسہ میں گڑبڑ کرنے کی سکیم بنائی۔ مرحوم چوہدری غلام محمد صاحب چھوٹے قد کے تھے آپ اس خلاء میں جو سیڑھیوں کی ڈاٹ کی وجہ سے بن جاتا ہے اپنے قد سے بڑی لاٹھی لے کر کھڑے ہو گئے۔ جب کچھ لوگ سیڑھیوں پر چڑھنے لگے تو آپ نے ان میں سے ایک کی کمر پر لاٹھی ماری اور اونچی آواز میں کہا خبردار اگر ہمارے مولویوں کو کچھ کہا۔ ہم ابھی زندہ ہیں مرحوم کی اس

جرأت کی وجہ سے فسادی خاموش بیٹھ گئے اور جلسہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

حافظ آباد میں کمپنی باغ میں ہر سال اہل سنت والجماعت کا جلسہ ہوا کرتا تھا۔ جس میں علاقہ کے تمام علماء اور ملاں اکٹھے ہوتے۔ 1941ء میں اس جلسہ میں مجلس احرار نے قبضہ کرلیا۔ ہم دونوں (اس عاجز اور برادرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر) نے اس جلسہ میں شامل ہونے کا پروگرام بنایا قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے اس جلسہ میں تقریر کی۔ حافظ آباد میں بہت کم احمدی تھے اور تحصیلدار صاحب جو اس زمانہ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر میں سب سے بڑے عہدیدار ہوتے تھے گو احمدی تھے مگر دورہ پر تھے۔ حضرت چوہدری دوست محمد صاحب کو ہمارے ارادہ کا علم ہوا تو ہمارے ساتھ جانے پر تیار ہو گئے اور جلسہ کے دوران جب کوئی چٹ سٹیج پر بھیجنا ہوتی تو وہ چٹ چوہدری دوست محمد صاحب لے کر جاتے۔ آپ کی دلیری اور نڈرپن کا ایسا اثر ہوا کہ بدزبان مقرر کو بھی جماعت کے خلاف کوئی بات کہنے کی جرأت نہ ہوئی ایک موقعہ پر آپ نے سٹیج پر یہ پیغام پہنچایا کہ اگر آپ اعتراضات کرنے پر ہی ہیں تو اس وقت خداتعالیٰ کے فضل سے جلسہ گاہ میں دو احمدی نوجوان جو مولوی فاضل ہیں بیٹھے ہیں آپ ہم سے مناظرہ کرلیں۔ پھر کیا ہوا مولوی احسان احمد شجاع آبادی نے احمدیوں کے خلاف بات کرنے کی بجائے بریلویوں کو خوب لتاڑا۔ ہم نے ایک مولوی صاحب کو توجہ دلائی تو وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر جلسہ گاہ سے باہر چلا گیا انہیں دیکھ کر باقی علماء بھی گروہوں کی شکل میں جلسہ گاہ سے جانے شروع ہوئے۔ جلسہ گاہ خالی ہو گیا اور قاضی احسان احمد صاحب اپنے چند ساتھیوں کے سامنے ہی تقریر کرتے رہ گئے۔

مکرم چوہدری دوست محمد صاحب میرے کلاس فیلو تھے۔ چوتھی جماعت کے امتحان

کے بعد ہم چند طلباء جو وظیفہ کے امتحان کے لئے حافظ آباد گئے۔ ان میں آپ بھی شامل تھے بہت خوبصورت اور مضبوط جسم نوجوان تھے۔ اور نڈر اور بہادر احمدی تھے۔ ان کا ایک بیٹا عزیزم چوہدری سکندر حیات اپنے بیوی بچوں اور بیوہ والدہ کے ساتھ اس وقت محلّہ دارالبرکات ربوہ میں رہائش پذیر ہے۔

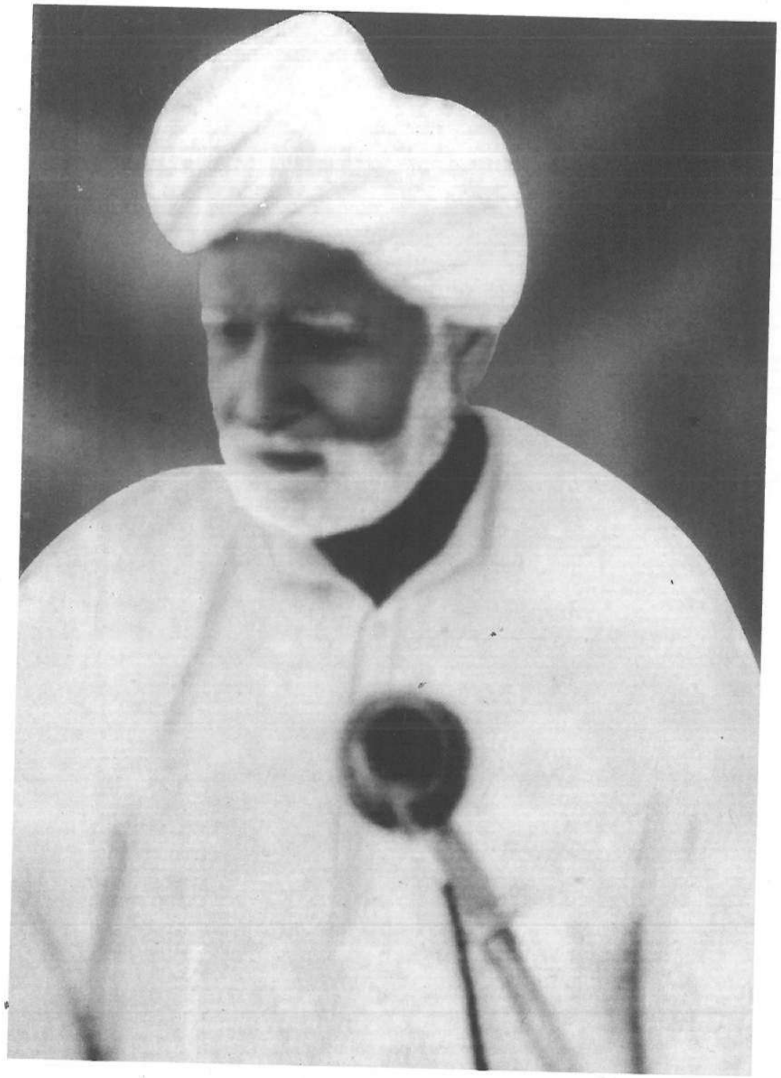
41۔ حضرت چوہدری جہان خاںؓ صاحب مانگٹ

حضرت چوہدری جہان خانؓ صاحب بھی اپنے ساتھیوں (حضرت چوہدری محمد خاںؓ صاحب اور محترم چوہدری سردار خاںؓ صاحب) کی طرح 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت سے مشرف ہوئے۔ آپ کو یہ خیال تھا کہ شاید آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیعت کرنے والوں میں سب سے آخری آدمی تھے۔ یہ بات آپ نے حضرت (مرزا طاہر احمد صاحب) خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے جب کہ آپ ابھی خلیفہ نہیں تھے بیان کی۔ شاید آپ کو اپنی بیعت کا سال یاد نہیں رہا تھا۔ یا آپ حضور کے آخری سفر لاہور میں آپ کی زیارت کے لئے گئے اور اس کا تاثر آپ کے دماغ پر زیادہ غالب رہا اخبار ''بدر'' کے مطابق آپ کی بیعت 1907ء کی تھی۔

(اخبار بدر قادیان 25/اپریل 1907ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد آپ خلافت سے وابستہ ہوئے اور تا وفات آپ اس پر بڑے اخلاص سے قائم رہے۔ بڑی بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ ہمیشہ سادہ لباس زیب تن کرتے۔ علاقہ کے رواج کے مطابق سر پر پٹکہ باندھتے اور جہاں تک میں نے دیکھا ہے ایک معمولی خاکی رنگ کی چادر دائیں بغل سے گزار کر کندھے پر رکھتے۔ علاقہ کے ہر قسم کے طبقہ کے لوگوں پر آپ کا خاصا اثر تھا۔ آپ کے گاؤں میں آپ کی زندگی میں کوئی چوری نہیں ہوئی۔

خلافت سے بہت محبت تھی اور اس کی طرف سے آنے والے ہر حکم اور ہدایت



حضرت چوہدری جہان خان صاحبؓ مانگٹ

پر آپ عمل کرتے۔ 1947ء میں جب ملک میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی غالباً آپ کے داماد چوہدری ہارون الرشید صاحب کی طرف سے کی جانے والی کارروائیوں کی وجہ سے آپ کو بھی قریب کے سکھ دیہات کی طرف سے حملہ کی دھمکی ملی۔ آپ نے حفاظتی تدابیر اختیار کیں اور اپنے گھر کی طرف آنے والے تمام رستوں کو کیکر کے چھاپوں سے بند کر دیا۔ اسی دوران احمدی جماعتوں کو خلیفہ وقت کو حالات سے آگاہ کرنے کے لئے نمائندے بھیجنے کی ہدایت ہوئی۔ آپ نے میاں محمد علی صاحب کو جوللاری کے لقب سے مشہور تھے اور پھیری کے ذریعہ کپڑا فروخت کرنے کا کام کرتے تھے قادیان بھیجا۔ میاں محمد علی صاحب بہت مخلص احمدی تھے۔ آپ نے خلیفہ وقت کو حالات سے آگاہ کیا اور پیش آمدہ خطرات سے اطلاع دی۔ حضور نے فرمایا۔ کیا جہان خان اتنا بزدل ہے میں تو خیال کرتا تھا کہ وہ تمام تحصیل کی جماعتوں کی حفاظت کرے گا۔ میاں محمد علی صاحب تین یا ساڑھے تین بجے سہ پہر کی گاڑی پر واپس آ گئے۔ دوسرے دن فجر کی نماز کے بعد حضرت چوہدری صاحبؓ کو حضور کے ارشاد سے مطلع کیا تو حضرت چوہدری صاحبؓ نے فرمایا کیا حضور نے واقعی میرے متعلق ایسا ارشاد فرمایا ہے۔ اثبات میں جواب ملنے پر فوراً ہدایت جاری کی کہ رستوں سے چھاپوں کو ہٹا دیا جائے اور کہا اگر امام وقت کا میرے متعلق یہ خیال ہے تو جہان خان پوری تحصیل کی جماعتوں کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کر دکھایا۔ حافظ آباد میں اس زمانہ میں تین چار گھرانے احمدی تھے اور وہ شہر کے مختلف حصوں میں آباد تھے حضرت چوہدری صاحبؓ نے ایک گروپ تیار کیا جو روزانہ صبح و شام ان گھروں پر پہنچ کر انہیں تسلی دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت چوہدری صاحبؓ کی

کوششوں سے حافظ آباد کے سب احمدی محفوظ رہے۔

1948ء میں مجلس احرار نے جماعت کی منظم مخالفت کی کارروائیاں جاری رکھی تھیں جماعت احمدیہ پیر کوٹ میں کئی سال سے صدر کا انتخاب نہیں ہوا تھا اس لئے اس پر دباؤ زیادہ تھا۔نوجوانوں میں قدرے مایوسی کی صورت پیدا ہوگئی تھی۔ان میں نئے سرے سے ولولہ اور جوش پیدا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ پیر کوٹ ثانی کی طرف سے ایک بڑے جلسہ کا انعقاد کیا گیا یہ جلسہ نئے صدر کے انتخاب کے قریباً تین ہفتہ بعد منعقد ہوا۔ جماعت کا انتخاب ہوا۔محترم ملک محمد شریف صاحب مرحوم صدر منتخب ہوئے۔آپ کی اور مبلغ حلقہ محترم خواجہ خورشید احمد صاحب کی کوششوں کے نتیجہ میں اس جلسہ کا انعقاد ہوا۔حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری، حضرت مولانا عبدالغفور صاحب، حضرت شیخ عبدالقادر صاحب اور حضرت گیانی واحد حسین صاحب نے دو دن تقاریر کیں۔مخالفت کی وجہ سے نہ تو شامیانے ملے اور نہ دوسرے انتظامات بآسانی ہوسکے محترم چوہدری بشارت حیات صاحب حافظ آباد نے اپنے اثر ورسوخ کی وجہ سے لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا اور حافظ آباد میں ڈھنڈورا پٹوایا خدام نے گوجرانوالہ کی ''بیت'' احمدیہ کے شامیانے جمعہ کی نماز کے بعد لئے اور راتوں رات پیر کوٹ پہنچائے اور گاؤں سے باہر مغرب کی طرف ایک احمدی دوست کے کھیت میں سٹیج کا انتظام کیا گیا۔کسی وجہ سے مانگٹ اونچے کی جماعت جلسہ میں شریک نہیں ہو رہی تھی۔ جماعت کے دوستوں نے بتایا کہ ہمارے کہنے پر وہ جلسہ میں شامل نہیں ہوں گے۔حضرت چوہدری صاحبؓ کی خدمت میں پیام بھجوایا اور جلسہ میں شمولیت کے لئے درخواست کی جلسہ کی اہمیت سے آگاہ کیا۔حضرت چوہدری صاحبؓ نے اس

پیغامبر کے ہاتھ پیغام بھجوایا کہ میں اور حضرت چوہدری سردار خاںؓ صاحب عزیز محمد اسلم صاحب کی شہادت کی وجہ سے نڈھال ہیں جلسہ میں شامل نہیں ہوسکتے۔میں اپنے داماد عزیز چوہدری محمد حیات کو بھجوا رہا ہوں وہ تمہاری ہدایات پر عمل کریں گے چنانچہ محترم چوہدری محمد حیات صاحب تشریف لائے اور ایک اجلاس کی صدارت بھی کی۔ اور یوں اس جماعت کی شمولیت سے ظاہر ہوگیا کہ علاقہ کی جماعت ماشاءاللہ متحدؔ ہے اور وہ ہر خطرہ کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہے۔اس جلسہ نے نوجوانوں کے حوصلوں کو بلند کیا اور حضرت چوہدری جہان خاںؓ صاحب کی بروقت کارروائی سے یہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔

حضرت چوہدری جہان خاں صاحبؓ مقامی جماعت کے صدر تھے آپ نے دیکھا کہ گاؤں کے احمدی نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے بعد گاؤں سے باہر جا رہے ہیں اور جماعت کا کام کرنے کے لئے نوجوان نہیں مل رہے تو آپ نے اپنے بیٹے عزیز محمد اسلم صاحب مرحوم کو قادیان تعلیم کے لئے بھیجا ان کی نگرانی کے لئے ان کی پھوپھی محترمہ بیگم بی بی صاحبہ ساتھ تھیں۔ یہ 1947ء کی بات ہے 1948ء میں عزیز محمد اسلم صاحب فرقان فورس میں کشمیر کے محاذ پر گئے اور وہاں جہاد کے دوران شہید ہوگیا۔عزیز محمد اسلم صاحب بہت نیک طبع اور ذہین نوجوان تھے اس نوجوان کی شہادت کی وجہ سے حضرت چوہدری صاحب کو بہت صدمہ پہنچا مگر آپ نے اس جذبہ کے ساتھ کہ میرا بیٹا ملک وقوم کے لئے شہید ہوا اس صدمہ کو بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا۔

حضرت چوہدری صاحبؓ کو ہم دونوں بھائیوں اور برادرم محترم مولوی محمد

عبداللہ صاحب مرحوم اور خاکسار) سے بہت محبت تھی وہ ہمارے والد کی نیکی اور تقویٰ سے بہت متاثر تھے اس لئے بھی کہ ہم قادیان میں دینی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ہمارا مکان مانگٹ اونچے کو جانے والے رستہ پر تھا موسم گرما کی تعطیلات میں آپ کا ہمارے مکان کے سامنے سے گزر ہوتا تو آپ گھوڑے کو کھڑا کر کے ہماری آواز سننے کی کوشش کرتے۔ اگر آواز سن لیتے تو آپ ہمیں باہر بلاتے۔ پیار سے ہمارے سروں پر ہاتھ پھیرتے خیریت پوچھتے اور پھر آگے بڑھتے۔

ایک دفعہ محترم حافظ بشیر احمد صاحب آف گھوگھیاٹ ہمارے دیہات میں معلم آئے آپ کی نظر بہت کمزور تھی۔ معلم لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہمیں امام الصلوٰۃ نہ ہونے کی وجہ سے بہت تکلیف تھی۔ چلو یہ اور کچھ نہ کریں گے تو ان کی وجہ سے پانچ وقت نماز باجماعت ہوگی۔

حضرت چوہدری صاحبؓ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب خاص سے نوازے۔ آمین

حضرت چوہدری صاحبؓ کے دو بیٹے ہیں محترم چوہدری سلطان احمد صاحب اور چوہدری محمد افضل صاحب ہیں۔ آخر الذکر اس وقت جماعت احمدیہ مانگٹ اونچے کے صدر ہیں۔

42۔ حضرت میاں کرم دینؓ صاحب

حضرت میاں کرم دینؓ صاحب حضرت مولوی فضل دینؓ صاحب سابق مبلغ یوپی وحیدر آباد (دکن) کے بھائی تھے 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

(اخبار بدر قادیان 26 ستمبر 1907ء)

بہت شریف سادہ طبع اور خاموش طبیعت آدمی تھے ساری عمر اخلاص سے گزاری کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی متردّد نہ ہوئے۔ آپ کی ساری اولاد احمدیت سے وابستہ تھی۔

43۔ حضرت میاں سعید احمدؓ صاحب

حضرت میاں سعید احمدؓ صاحب مانگٹ اونچے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے خاندان کے اکثر افراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی احمدیت قبول کر چکے تھے اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفیق کہلانے کا انہیں شرف حاصل ہوا۔

حضرت میاں سعید احمدؓ صاحب نے 1907ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ (اخبار بدر قادیان 1907ء)

آپ بے ضرر تھے کسی کو آپ کی زندگی میں آپ سے نقصان نہ پہنچا۔ آپ حجام تھے۔ آپ کی زیادہ عمر کی وجہ سے نظر بھی کمزور ہوگئی تھی لیکن زندگی بھر آپ نے یہ کام نہ چھوڑا۔ ان میں اپنایت کا مادہ پایا جاتا تھا۔ جب لوگوں نے کہا کہ اس عمر میں دور جا کر حجامتیں بنانا چھوڑ دو تو کہا میں کسی لالچ کی وجہ سے ایسا نہیں کرتا میں اس بہانے اپنے دینی بھائیوں کو ملنے جاتا ہوں۔

44۔ حضرت میاں مست خاںؓ صاحب

حضرت میاں مست خاں صاحبؓ بھی مانگٹ اونچے کے حجام خاندان کے ایک فرد تھے۔ آپ کے والد کا نام نتھو خاں تھا۔ بھاری چہرہ اور اس طرح وجود بھی بھاری تھا۔ چہرہ پر چھوٹی چھوٹی سفید داڑھی تھی۔ آپ نے بھی حضرت میاں سعید احمدؓ صاحب کے ساتھ 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دستی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔

(اخبار بدر 30 جولائی 1903ء، 24 جولائی 1907ء)

آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت سے وابستہ ہو گئے تھے اور تا وفات وابستہ رہے۔

مانگٹ اونچے کے دیگر رفقائے کرام

45۔ حضرت میاں بختاورؓ صاحب حضرت مولوی فضل دینؓ صاحب سابق مبلغ کے چچا تھے۔ آپ نے اپنی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ ”میرے چچا رفیق بانی سلسلہ احمدیہ تھے۔“ آپ 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔

46۔ حضرت چوہدری محمد حیاتؓ صاحب مانگٹ بیعت 1903ء

(اخبار الحکم قادیان 10 جولائی 1903ء)

47۔ حضرت چوہدری روشن دینؓ صاحب ولد عمر بخش صاحب بیعت 1903ء

(اخبار الحکم قادیان 10 جولائی 1903ء)

48۔ حضرت میاں نتھوؓ صاحب ولد کالو صاحب بیعت 1903ء

(اخبار بدر قادیان 10 جولائی 1903ء)

49۔ حضرت میاں لکھنؓ صاحب ولد کالو صاحب بیعت 1903ء

(اخبار بدر قادیان 10 جولائی 1903ء)

50۔ حضرت میاں لدھاؓ صاحب ولد نتھو صاحب بیعت 1903ء

(اخبار بدر قادیان 10 جولائی 1903ء)

51۔ حضرت میاں رحمٰنؓ صاحب ولد نتھو صاحب بیعت 1903ء

(اخبار بدر قادیان 10 جولائی 1903ء)

52۔ حضرت میاں احمد یارؓ صاحب ولد نتھو صاحب بیعت 1903ء

(اخبار بدر قادیان 10 جولائی 1903ء)

53۔ حضرت میاں احمد یارؓ صاحب ولد جلال بیعت 1903ء

(اخبار بدر قادیان 10 جولائی 1903ء)

54۔ حضرت میاں محمد بخشؓ صاحب بیعت 1907ء

(اخبار بدر قادیان 10 جولائی 1903ء)

55۔ حضرت میاں مراد بخشؓ صاحب بیعت 1907ء

(اخبار بدر قادیان 30 جولائی 1903ء 24 ستمبر 1907ء)

56۔ حضرت میاں مست خاں صاحبؓ ولد نتھو صاحب بیعت 1907ء

(اخبار بدر قادیان 30 جولائی 1903ء 24 ستمبر 1907ء)

57۔ حضرت اللہ دتہؓ صاحب ولد لہنا صاحب بیعت 1907ء

(اخبار بدر قادیان 30 جولائی 1903ء 24 ستمبر 1907ء)

موضع بھڑی شاہ رحمٰن

58۔حضرت مولوی امام الدینؓ صاحب

حضرت مولوی امام الدینؓ صاحب آف بھڑی شاہ رحمٰن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے حضرت مولوی محمد عبداللہؓ صاحب بوتالوی (والد ماجد محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور مرحوم ومحترم حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ ہالینڈ وانڈونیشیا) کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے۔لیکن بیعت آپ نے ان سے پہلے کر لی تھی۔حضرت مولوی عبداللہؓ صاحب بوتالوی کی بیعت فروری 1901ء کی ہے۔اس طرح آپ کی اس سے پہلے کی ہے۔حضرت مولوی امام الدین صاحبؓ کی اولاد میں احمدیت نہیں رہی۔لیکن آپ کی کوشش اور دعاؤں کے نتیجہ میں دوسرے بعض افراد احمدیت میں داخل ہوئے۔بھڑی شاہ رحمٰن پہلے جماعت احمدیہ پیرکوٹ ثانی میں شامل تھی۔اب وہاں ایک الگ جماعت قائم ہے۔

59۔حضرت میاں محمد وارثؓ صاحب

حضرت میاں محمد حیاتؓ صاحب، حضرت محمد جیونؓ صاحب کشمیری اور حضرت میاں محمد وارثؓ صاحب بھڑی شاہ رحمٰن سے تعلق رکھتے تھے۔حضرت میاں محمد وارثؓ صاحب کے والد پیر بخش صاحب تھے آپ 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔آپ کی اپنی روایت کے مطابق آپ تیسرے سال دوبارہ قادیان تشریف لے گئے اخبار بدر قادیان 11/اپریل 1907ء میں آپ کا نام نومبائعین میں شامل ہے گویا آپ اس سال بھی بیعت کرنے والوں میں شامل ہوئے۔اور اخبار بدر کے نمائندہ نے آپ کا نام نوٹ کر لیا۔حیات قدسی حصہ دوم صفحہ 77 پر ان مبائعین کا حضرت مولانا غلام رسولؓ صاحب راجیکی نے ذکر کیا ہے۔

''حضرت والد صاحب اور حضرت حکیم محمد اسماعیلؓ صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت میاں محمد وارثؓ صاحب کی بیعت 1905ء کی ہے۔آپ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ہر ہفتہ پیرکوٹ ثانی آیا کرتے تھے۔'' آپ کی اپنی روایت بھی یہی ہے کہ آپ نے 1905ء میں بیعت کی۔ (رجسٹر روایات نمبر 5)

1924ء میں حضرت میاں محمد وارثؓ صاحب ہجرت کر کے قادیان چلے گئے۔مسجد اقصیٰ کے مغرب والی گلی میں ہی آپ کی دکان تھی دکان کیا تھی ایک کچا کمرہ تھا جس کے سامنے ''تھڑا'' تھا۔اس ''تھڑے'' پر بیٹھ کر آپ حجام کا کام کرتے تھے۔

آپ کے دو بیٹے تھے۔بڑے بیٹے میاں غلام محمد صاحب تو تقسیم ملک سے

پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ آپ کا ایک ہی بیٹا نذر محمد خالد تھا جو اس وقت بچوں کے ساتھ مغربی جرمنی میں مقیم ہے۔ آپ کے ایک بیٹے میاں محمد رمضان صاحب خادم ربوہ میں آباد ہوئے۔ کافی سال ربوہ کے رحمت بازار میں حجام کا کام کرتے رہے۔ اب وہ بھی وفات پا چکے ہیں۔ ان کے بڑے بیٹے محمد سلطان مرحوم کی بیوہ اور بچے اور دوسرے تین بیٹے (محمد سلیمان، محمد رمضان اور محمد لقمان) ربوہ میں محلہ دارالرحمت غربی میں رہائش پذیر ہیں بھڑی شاہ رحمٰن میں حضرت میاں محمد وارثؓ صاحب کے خاندان کا کوئی اور فرد احمدیت میں داخل نہیں ہوا۔ یاد رہے کہ بھڑی شاہ رحمٰن، گوجرانوالہ روڈ پر ایک مشہور گاؤں ہے۔ جو نہر گوگیرہ برانچ کے قریب تین میل جانب مشرق واقع ہے۔ یہاں حضرت شاہ رحمٰن صاحب کا مزار ہے جہاں ہر سال میلہ لگتا ہے۔

رفقاء بھڑی شاہ رحمٰن

60۔ حضرت محمد حیات صاحبؓ ولد خدا بخش صاحب 12 جون 1903ء

61۔ حضرت میاں جیون بخشؓ ولد عبدالکریم بخش صاحب 1900ء

62۔ حضرت میاں عبداللہ ولد اللہ دتہ وفات 11/اپریل 1907ء

63۔ حضرت میاں عبداللہ صاحب ولد غلام نبی حاجی صاحب 1907ء

64۔ حضرت غلام حسین صاحب ولد غلام حاجی صاحب 11/اپریل 1907ء

65۔ حضرت محمد حسین صاحب 8 جنوری 1904ء

66۔ حضرت عبداللہ صاحب ولد غلام حسین صاحب 11/اپریل 1907ء

ان بزرگوں کے سوانح حیات نہیں مل سکے۔

موضع ٹھٹھہ کھرلاں

67۔حضرت چوہدری بارے خاںؓ صاحب

حضرت چوہدری بارے خاںؓ صاحب کا تعلق ٹھٹہ کھرلاں سے تھا آپ کے والد چوہدری بوٹا خاں صاحب تھے۔ آپ پیر کوٹ ثانی کے علاقہ سے بیعت کر جانے والے پہلے گروپ میں شامل تھے۔ مجھے ان سے تعارف اس طرح سے ہے کہ بچپن میں ان کا ایک پوتا غلام حسین پرائمری سکول میں میرے ساتھ پڑھتا تھا۔ وہ جلد ہی فوت ہو گیا۔ چوہدری بارے خاںؓ صاحب بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ خاموش طبیعت اور شریف النفس انسان تھے۔

1907ء میں نومبائعین کے ساتھ شامل ہو جانے کی وجہ سے ان کا نام بدر میں درج ہوا ہے۔

(اخبار بدر قادیان 26 ستمبر 1907ء)

محترم حضرت چوہدری بارے خاںؓ صاحب کی اولاد کا تعلق احمدیت سے رہا مگر اب ان کے گاؤں میں کوئی احمدی نہ ہے۔

موضع جَید کے (زید کے)

68۔ حضرت چوہدری احمد یارؓ صاحب

حضرت چوہدری احمد یارؓ صاحب لنگاہ ساکن ''جید کے'' کو یہ بھی شرف حاصل ہوا کہ آپ نے قادیان بیعت کے لئے جانے والے پہلے وفد میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ ایک معزز زمیندار تھے۔ آپ کو ملاّنوں نے یہ کہہ کر وسوسہ میں مبتلا کر دیا تھا کہ مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) کوڑھ کا مرض ہے۔ بیعت کرنے والوں کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آپ اطمینان سے بیٹھ گئے تو آگے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بازو سے کوٹ اوپر کرنے لگے کہ کہیں آپ کو بازوؤں پر کوڑھ تو نہیں ہے۔ پھر اٹھ کر پیٹھ پر سے کپڑا اٹھایا اور اپنی تسلی کی۔ پاس بیٹھنے والے احباب نے بُرا منایا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے تسلی کر لینے دو۔ حضرت احمد یارؓ صاحب نے کہا حضور ملاّنوں نے کہا تھا کہ آپ کو کوڑھ کا مرض ہے اس لئے میں نے آپ کے جسم مبارک سے کپڑا ہٹا کر دیکھنے کی جرأت کی۔ حضور میری بیعت لے لیں آپ نے فرمایا آپ شکوک دور کر لیں بیعت بعد میں لے لی جائے گی چنانچہ حضرت چوہدری احمد یارؓ صاحب دو تین دن قادیان میں رہے اور آتی دفعہ بیعت کی۔

•••••••••••••••••••••

موضع جید کے (زید کے) کے دیگر رفقاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

موضع ''جید کے'' مندرجہ ذیل بزرگوں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی بیعت کی اور آپ کے رفقاء میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا۔

69۔ حضرت بہاول خانؓ صاحب

70۔ حضرت لہناؓ صاحب ولد اللہ یار صاحب

71۔ حضرت محمد حسینؓ صاحب (محمد حسنؓ) ولد کریم بخش صاحب

72۔ حضرت امام الدینؓ صاحب ولد کریم بخش صاحب

(اخبار بدر قادیان 18 فروری 1905ء)

ان تمام رفقاء کے سوانح حیات نہیں مل سکے۔

موضع جَھلیاں والا

73۔ حضرت چوہدری روشن دینؓ صاحب

74۔ حضرت چوہدری احمد یارؓ صاحب

75۔ چوہدری محمد یارؓ صاحب

جھلیاں والا گاؤں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بعض افراد نے احمدیت کو قبول کیا اور قادیان جا کر آپ کی بیعت کا شرف حاصل کیا، حضرت مولانا غلام رسولؓ صاحب راجیکی نے اپنی کتاب ''حیات قدسی حصہ دوم'' صفحہ 75 پر ذکر فرمایا۔ کہ اس گاؤں میں مندرجہ بزرگ رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔

ان بزرگوں کے سوانح حیات نہیں مل سکے۔

موضع ٹھٹھہ جوئیاں

یا چھٹہ دار

76۔ حضرت میاں سید احمدؓ صاحب

حضرت میاں سید احمدؓ صاحب ولد فضل دین عرف بابا بالی 1875ء میں گکھڑ ضلع گوجرانوالہ کے قریب موضع وارث کوٹ میں پیدا ہوئے۔ بعد میں پیر کوٹ ثانی کے قریب موضع چٹھہ دار (جو ٹھٹھہ جوئیاں کے نام سے مشہور ہے میں آ کر آباد ہو گئے آپ بہت کمزور صحت کے تھے۔ مالی حالت بھی اچھی نہیں تھی۔ اپنے بچوں کو ساتھ لے کر نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے پیر کوٹ ثانی آیا کرتے تھے۔ بڑے دعا گو، عبادت گزار بزرگ تھے۔ مخلص نیک اور متقی انسان تھے۔ چک چٹھہ میں علیحدہ جماعت احمدیہ قائم ہوئی تو آپ نے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے وہاں جانا شروع کیا کیونکہ چک چٹھہ ان کے قریب تھا۔ آپ بافندہ تھے لیکن بعد میں اولاد نے یہ پیشہ ترک کر دیا۔

ان کے پانچ بیٹے تھے ان کے پوتے کے بقول ان میں سے صرف تین زندہ ہیں جو احمدی نہیں۔ صرف محمد حسین مرحوم کی اولاد احمدی ہے اور ان میں سے ایک لڑکا رحمت بازار میں ربوہ میں حجام بنانے کا کام کرتا ہے ایک گاؤں میں ہے اور دو بیٹے مختلف جگہوں پر ملازمت کرتے ہیں۔

حضرت میاں سید احمدؓ صاحب نے 1903ء میں احمدیت قبول کی۔

(ہفت روزہ اخبار بدر قادیان 1903ء)

آپ چند ماہ بعارضہ فالج بیمار رہے اور 1958ء میں فوت ہوئے اور ٹھٹھہ جوئیاں کے مقامی قبرستان میں دفن ہیں۔

موضع ہرچوکے

77۔ حضرت میاں رکن دینؓ صاحب

حضرت میاں رکن دینؓ صاحب آف ''ہرچوکے'' حضرت قاضی ضیا الدینؓ صاحب آف قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ کے قریبی رشتہ دار تھے انہی کی تبلیغ کے نتیجہ میں آپ نے تحریری بیعت کی۔ پھر بعد میں کسی موقع پر لاہور میں حضرت اقدسؑ زیارت سے مشرف ہوئے اور دستی بیعت بھی کی۔ گاؤں میں اور کوئی احمدی نہیں تھا۔ اور مخالفت بھی ہوئی لیکن حضرت میاں صاحبؓ بڑی استقامت سے احمدیت پر قائم رہے۔

آپ کچھ سال قبل آپ اپنی بیٹی (اہلیہ محترم چوہدری فیض احمد صاحب سابق ہیڈ کاتب الفضل) کے پاس دارالبرکات قادیان چلے گئے۔ بہت نیک سیرت اور شریف الطبع بزرگ تھے۔ 1940ء میں قادیان میں 84 سال کی عمر میں وفات پائی۔

موضع چبہ سَندھواں

78۔ حضرت مولوی عنایت اللہؓ صاحب ولد محمد حسین صاحب

حضرت مولوی عنایت اللہؓ صاحب بہت نیک اور متقی بزرگ تھے، محترم میاں محمد اسمٰعیل صاحب نے بتایا ہے کہ آپ بھی بیعت کے لئے قادیان جانے والے پہلے وفد میں شامل تھے۔ آپ پیرکوٹ ثانی آئے تو ہمارے ہاں قیام کیا۔ آپ دعوت الی اللہ کا بہت شوق رکھتے تھے۔ جن دیہات میں احمدی تھے وہاں جاتے اور دعوت الی اللہ کے ساتھ ساتھ احباب جماعت کی تربیت کا فریضہ بھی ادا فرماتے۔ مانگٹ اونچے میں جماعت کی طرف سے قائم شدہ سکول میں حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ کے بعد کچھ عرصہ پڑھاتے بھی رہے۔

آپ 13 جنوری 1931ء کو فوت ہوئے تو آپ کو مکان کے ایک کمرہ میں دفن کیا گیا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے آپ کی قبر ہموار کر کے اوپر لپائی کر دی، کیونکہ آپ کے رشتہ دار آپ کی قبر کھود کر آپ کی نعش کی بے حرمتی کرنا چاہتے تھے۔ جماعت احمدیہ پیرکوٹ ثانی کو اطلاع کی گئی تو پیرکوٹ ثانی اور مانگٹ اونچے سے قریباً چالیس افراد آپ کے گاؤں چبہ سندھواں گئے۔ نعش کو نکالا۔ نماز جنازہ ادا کی اور نعش کو قادیان پہنچانے کا انتظام کیا۔ حضرت مولوی صاحب نظام وصیت کے آغاز ہی سے منسلک ہو گئے۔ آپ کا وصیت نمبر 4 تھا۔ اور 23/اپریل 1931ء کو بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی جہاں قطعہ نمبر 7 حصہ نمبر 2 میں دفن ہوئے۔

حافظ آباد

79۔ حضرت چوہدری محمد حیاتؓ صاحب تھہیم

حافظ آباد چونکہ پیر کوٹ ثانی سے قریب ترین جماعت ہے اس لئے حافظ آباد کے رفقاء بانی سلسلہ احمدیہ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

حافظ آباد شہر کے حضرت چوہدری محمد حیات ممتاز رفیق بانی سلسلہ احمدیہ ہیں آپ بہت مخلص، متقی اور فدائی احمدی تھے آپ نے بیان فرمایا کہ میں 18 سال کی عمر کا تھا کہ پولیس میں ملازم ہوا۔ اور سیالکوٹ میں تعینات ہوا۔ 1892ء کی بات ہے کہ پولیس لائنز میں کسی نے یہ خبر سنائی کہ حضرت حکیم حسام الدین صاحبؓ کے مکان پر ایک بزرگ تشریف لا رہے ہیں، لوگ ان کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ دفتر کے کام سے فارغ ہو کر میں اور چوہدری نبی بخش صاحب کورٹ انسپکٹر حضرت حکیم حسام الدینؓ صاحب کی مسجد میں پہنچ گئے۔ حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفہ اولؓ تقریر فرما رہے تھے اور 40-50 احباب وہاں جمع تھے۔ ہم نے تقریر سنی اور بہت روحانی سُرور حاصل کیا۔ دوسرے دن میں نے چوہدری نبی بخش صاحب سے عرض کیا کہ ہمیں بیعت کر لینی چاہئے۔ ہم صبح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا بیعت کے بعد حضرت مولوی عبدالکریمؓ صاحب نے مجھ سے فرمایا تمہیں جب کبھی فرصت ہو میرے پاس قرآن شریف پڑھنے کیلئے آجایا کرو۔ اس وقت میں نے سمجھا کہ یہ ارشاد حضرت مولوی صاحب کو حضور علیہ السلام نے میرے متعلق ہی فرمایا ہے یاد رہے کہ سیالکوٹ کا 1892ء کا سفر حضور علیہ السلام نے فروری کے شروع میں فرمایا تھا۔ مکان کی چھت گرنے کا واقعہ انہی دنوں پیش آیا

جب حضرت اقدسؑ نے مکان میں موجود احباب کو باہر نکلنے کے لئے فرمایا تو لوگوں کو مکان سے نکلتے ہی مکان کی چھت گر گئی۔

اس کے بعد آپ پھلور تشریف لے گئے۔ اور ٹریننگ کے بعد آپ وہی متعین ہو گئے۔ تقریباً تین سال تک آپ سلسلہ کے حالات سے باخبر نہ رہے۔ تین سال کے بعد آپ دوبارہ سیالکوٹ میں تعینات ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے احمدی بزرگوں سے باقاعدہ تعلق رکھا۔

1904ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکچر کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے تو آپ وہیں تھے مخالفت کا بہت زور تھا۔ مولویوں نے جگہ جگہ شامیانے لگا رکھے تھے۔ سیالکوٹ میدان کارزار بنا ہوا تھا۔ حکومت کی طرف سے بھی حفاظت کا انتظام تھا حضورؑ لیکچر کے لئے ایک بند گاڑی میں سرائے مہاراجہ جموں میں پہنچے یہ سرائے ریلوے اسٹیشن کے قریب تھی۔ ایک بہت بڑا جلوس آپ کے ہمراہ تھا محترم چوہدری محمد حیاتؓ صاحب بھی جلوس کے ہمراہ تھے۔ علامہ سر محمد اقبال کے والد شیخ نور محمد صاحب کی دوکان کے قریب جا کر آپ حضور کی گاڑی کے آگے بیٹھ گئے۔

آپ فرماتے تھے کہ بیعت کے بعد میں اکثر عیدین کی نمازیں قادیان ادا کرتا تھا۔ کوئی جلسہ سالانہ ایسا نہیں جس پر آپ قادیان نہ گئے ہوں۔ ایک دفعہ حضرت مولوی فضل الدینؓ صاحب آف مانگٹ اونچے کے ساتھ میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو۔ اور کچھ وقت آپ کے ساتھ گزارا۔

حافظ آباد میں آپ نے اپنے مکان کے مہمان خانہ کے صحن میں ایک جگہ نماز کے لئے مخصوص کر رکھی تھی۔ یہ ایک تھڑا تھا جس کے ارد گرد دیوار بنا دی گئی تھی۔ اس

وقت یہی جگہ ''بیت'' احمدیہ تھی۔ موجودہ جامعہ (بیت) احمدیہ محترم خلیفہ ناصرالدین صاحب صدیقی کی کوششوں سے تعمیر ہوئی جو اس وقت حافظ آباد میں بطور تحصیلدار متعین تھے۔ تعمیر کے سلسلہ میں لکڑی اور اینٹیں وغیرہ بھی انہوں نے اپنے ذرائع سے مہیا کیں ابھی یہ نامکمل تھی کہ آپ دوسری جگہ تبدیل ہو گئے۔ بعد میں جماعت نے اس کی تکمیل کی۔

حضرت چوہدری محمد حیاتؓ صاحب جب انسپکٹر پولیس کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تو آپ حافظ آباد میں مقیم ہو گئے اور تاوفات وہیں رہے۔

تاریخ احمدیت جلد ہشتم کے مطابق آپ 70 سال کی عمر میں 7 جنوری 1939ء کو فوت ہوئے۔ آپ کے پانچ فرزند تھے۔

1۔ چوہدری بشیر حیات صاحب مرحوم

2۔ چوہدری ہارون الرشید صاحب 1974ء میں احمدیت چھوڑ گئے جبکہ ایک بیٹے چوہدری شفقت حیات صاحب صدر جماعت احمدیہ حافظ آباد ہیں۔

3۔ چوہدری بشارت حیات صاحب مرحوم

4۔ چوہدری محمد اسلم حیات صاحب

5۔ چوہدری خالد حیات صاحب

حافظ آباد کے دیگر رفقاء

80۔ حضرت ملک شہباز احمدؓ صاحب آپ گڑھی اعوان حافظ آباد کے رہنے والے تھے۔ آپ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت چوہدری ناصرالدینؓ صاحب اور حضرت چوہدری چوہڑ خاںؓ صاحب آف مانگٹ اونچے کے دوست تھے اور انہی کے ساتھ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے۔ پیر کوٹ ثانی سے بیعت کے لئے قادیان جانے والے پہلے وفد میں حافظ آباد کا کوئی شخص شامل نہیں تھا۔ ہوسکتا ہے کہ دوسری بار قادیان گئے ہوں تو انہیں ساتھ لے گئے ہوں۔ بیعت کے بعد آپ بڑے استقلال سے احمدیت پر قائم رہے۔

81۔ حضرت چوہدری عنایت اللہؓ صاحب بھٹی گڑھی اعوان حافظ آباد کے رہنے والے تھے۔ بڑے مخلص متقی اور نڈر احمدی تھے۔ پولیس میں ملازم تھے اور بھیرہ اور خوشاب میں زیادہ عرصہ ملازمت میں گزارا۔ ملازمت کے دوران حضرت خلیفہ اولؓ سے تعلق پیدا ہوا اور انہیں کے ذریعہ آپ احمدیت میں داخل ہوئے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے 1893ء میں ہجرت کر کے قادیان میں رہائش اختیار فرمائی تھی۔ اس لئے آپ کا تعلق حضرت خلیفہ اولؓ سے اس سے پہلے ہی ہوسکتا ہے۔

پنشن کے بعد آپ نے مستقل طور پر حافظ آباد میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ کی زندگی میں جمعہ کی نماز آپ کی بیٹھک میں ہوا کرتی تھی۔

حضرت مولانا غلام رسولؓ صاحب راجیکی نے آپ کا ذکر حیات قدسی میں کیا ہے۔

(حیات قدسی جلد دوم صفحہ 76)

82۔حضرت منشی اللہ دتہؓ صاحب نے 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی چنانچہ اخبار بدر قادیان بابت 23 مئی 1907ء میں شائع نومبائعین کے اسماء میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔